اسلامیات سیریز

تفسیر

پارہ (۵)

والمحصنٰت

از

مولانا ابوالکلام آزاد

ہدیہ :- دس آنے

AZAD, ABUL KALAM.
TAFSEER PARA-E-
WAL MOHSINAT, 5.

MAKTABA JAMIA LTD.
URDU BAZAR,
DELHI-6.

82/1

اسلامیات سیریز ۱۵

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

تفسیر

پارہ وَالْمُحْصَنٰتُ ۵

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد (مرحوم)

INDIAN COUNCIL FOR CULTURAL RELATIONS LIBRARY NEW DELHI

شمیم بکڈپو
۴۔ عبد الکریم روڈ۔ لاہور

ھدیہ دس آنے صرف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ‌ۚ وَ اُحِلَّ لَـكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَـغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ‌ ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً‌ ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا تَرٰضَيۡتُمۡ بِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِيۡضَةِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝ ۲۴

اور (دیکھو) وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو دوسروں کے نکاح میں ہوں ہاں (لڑائی کے قیدیوں میں سے) جو عورتیں تمہارے قبضے میں آگئی ہوں۔ (تو ظاہر ہے کہ ان کے سابقہ نکاحوں کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا) یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے (قانون) ٹھہرا دیا گیا ہے۔

ان عورتوں کے علاوہ (جن کا ذکر اوپر گذر چکا) تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں (تم ان سے نکاح کر سکتے ہو) بشرطیکہ ازدواجی زندگی کے) قید و بند میں رہنے کے لئے نہ کہ نفس پرستی کے لئے اپنا مال خرچ کر کے ان سے نکاح کرو۔

پھر جن عورتوں سے تم نے (ازدواجی زندگی کا) فائدہ اٹھایا ہے تو چاہیے کہ جو مہر ان کا مقرر ہوا تھا وہ ان کے حوالے کر دو۔

اور مہر مقرر کرنے کے بعد اگر آپس کی رضامندی سے کوئی بات ٹھہر جائے۔ (یعنی اس میں کمی بیشی منظور کرلے یا اس کا کوئی حصہ یا سب کچھ اپنی خوشی سے معاف کر دے) تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ اس میں تم پر کوئی پکڑ نہ ہوگی (یاد رکھو) اللہ (سب کچھ) جاننے والا اور (ہر بات میں) حکمت رکھنے والا ہے!

ام القرآن:- جو کہ مولانا نے قریباً چار صد صفحات میں لکھی ہے۔ یہ سی
کی ضخیم تفسیر سستی پیش کرنے کا فخر ظفر احمد قریشی کو حاصل ہے۔ ہدیہ ۸/
مگر پیشگی رقم ارسال کرنے والوں سے صرف دو روپے وصول کئے جاوینگے۔

سول ایجنٹس

ظفر برادر ظفر منزل بنک سکویر دی مال لاہور

ھدیہ دس آنے صرف

پیشکش
ظفر احمد قریشی
پرنٹر پبلشر
مالک شمیم بکڈپو

محمد علی قریشی
نے
اشرف پریس سے چھپوا کر
شمیم بکڈپو سے شائع کی

مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۲۵ ع

ثانیاً غلاموں کے حقوق کی رعایت پر اس قدر زور دیا اور ان کے لئے لیسے احکام وقوانین نافذ کئے کہ غلامی، غلامی نہیں رہی۔ بلکہ سوسائٹی کا ایک مساویانہ عنصر بن گئی۔

چنانچہ یہاں اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے میں کوئی عیب کی بات نہیں۔ انسان ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں اور فضیلت کا معیار ایمان و عمل پر ہے۔

ہونے کے لحاظ سے سب ایک ہی طرح کے انسان ہیں، پس ایسی عورتوں کو ان کے سرپرستوں کی اجازت سے (بلا تامل) اپنے نکاح میں لاؤ اور دستور کے مطابق ان کا مہر ان کے حوالے کر دو۔ البتہ یاد رہے کہ وہ (ازدواجی زندگی کے) قید و بند میں رہنے والی ہوں۔ بدکار عورتیں نہ ہوں اور نہ ایسی ہوں کہ چوری چھپے بدچلنی کرتی رہتی ہوں۔

پھر اگر ایسا ہو کہ قید نکاح میں آنے کے بعد ان میں سے کوئی عورت) بدچلنی کی مرتکب ہو، تو اس کے لئے اس سزا سے آدھی سزا ہوگی جو (آزاد) بیویوں کیلئے ہے۔ یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں اندیشہ ہو کہ (نکاح نہ کر لینے سے) نقصان اور برائی میں پڑ جائیں گے اور اگر صبر کرو (اور بہتر وقت و حالت کا انتظار کر سکو) تو یہ تمہارے لئے کہیں بہتر ہے، اور اللہ (انسانی کمزوریوں کو) بخشنے والا اور (اپنے تمام احکام میں) رحمت رکھنے والا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ
اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ

اسیران جنگ میں سے جو عورتیں تمہارے قبضہ میں آ جائیں انہیں اس لئے حقیر و ذلیل نہ سمجھو کہ وہ دوسری قوم کی عورتیں ہیں یا لڑائی میں قید ہو کر آئی ہیں انسان ہونے کے لحاظ سے ہر آدمی دوسرے آدمی کا ہم جنس ہے۔ اور انسانی برادری کا رشتہ سارے رشتوں سے زیادہ قابل لحاظ ہے ان میں سے جو عورتیں مسلمان ہو گئی ہوں تم ان سے نکاح کر سکتے ہو۔

نزول قرآن سے پہلے غلامی کی رسم تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ طاقتور قوم کمزور قوم کے افراد کو غلام بنا لیتی اور ان کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کرتی۔ قرآن نے اس بارے میں جو اصلاحات کیں انہیں دو قسموں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

اولاً یہ کہ غلامی صرف اسیران جنگ میں محدود کر دی۔ وہ بھی اس طرح کہ کم سے کم امکان اس کا باقی رکھا سورہ محمد کی آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (۴۷:۴) کے ذریعہ اعلان کر دیا کہ اگر مصالح جنگ کے خلاف نہ ہو تو چاہئے کہ اسیران جنگ کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دیا جائے۔

اور تم میں جو کوئی اس کا مقدور نہ رکھتا ہو کہ (خاندانی) مسلمان بی بیوں سے نکاح کرے تو ان عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے جو (لڑائی کے قیدیوں میں سے) تمہارے قبضے میں آئی ہیں اور مومن ہیں اور (اس بات میں کوئی ذلت اور عیب نہ سمجھو کہ تم نے ایک ایسی عورت سے نکاح کر لیا جو لڑائی میں قید ہو کر آئی تھی اور لونڈی بنا لی گئی تھی اصلی چیز ایمان ہے اور) اللہ تمہارے ایمانوں کا حال بہتر جاننے والا ہے (بہت ممکن ہے کہ ایک مومن لونڈی ایمان کے لحاظ سے بہتر درجہ رکھتی ہو اور ایک شریف زادی ایمانی خصائل سے ایمانی خصائل سے محروم ہو۔ اور تم سب ایک دوسرے کی ہم جنس ہو (یعنے انسان

ضَعِيفًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ
بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وقف وَلَا
تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ
ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ ۳۰

تو باہمی رضامندی سے ہر آدمی اپنا حصہ لے سکتا ہے۔ (۲۹)

اگر ان بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرے تو رحمت الٰہی کا قانون یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی لغزشیں و کمزوریاں اس کی پاکی و سعادت میں مخل نہیں ہونگی۔ اور وہ شرف و کرامت کا مقام حاصل کرے گا۔ (۳۱)

(طبیعت کا) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

مسلمانو! ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق ناروا نہ کھاؤ۔ ہاں اس صورت میں کھا سکتے ہو کہ آپس کی رضامندی سے ملا جلا کاروبار ہو (اور اپنے حصے کے مطابق ہر شخص اپنا حق لے لے) اور (دیکھو) اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو۔ اللہ تمہارے لئے رحمت رکھنے والا ہے۔

اور (یاد رکھو) جو کوئی ظلم و شرارت سے ایسا کرے گا تو قریب ہے کہ ہم اسے آتش دوزخ میں ڈال دیں۔ اور اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔

(دیکھو) جن بڑی بڑی برائیوں سے تمہیں روک دیا گیا ہے۔ اگر تم ان سے بچتے رہوگے تو (ہمارے فضل و رحمت کا قانون یہ ہے کہ) ہم

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ
اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ
۲۷ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ

یہ تمام احکام جو تمہارے لئے ٹھہرا دیئے گئے ہیں توان سے مقصود یہ ہے کہ :-

(۱) فلاح و سعادت کی جس راہ پر تم سے پہلے نیک انسان چل چکے ہیں وہ تم پر بھی کھل جائے۔

(۲) احکام معاشرت میں سختیاں اور جکڑ بندیاں نہ ہوں سہولتیں اور آسانیاں ہوں۔

(۳) جن معاشرتی برائیوں میں تم مبتلا تھے ان سے آئندہ تائب ہو جاؤ۔

(۴) افراط و تفریط سے بچو اور نفس پرستی میں بے لگام نہ ہو جاؤ۔

اس کے بعد فرمایا کہ معاشرتی زندگی کی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی اگر خاندان کے تمام افراد دیانت دار اور راستباز نہ ہوں پس آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ پر نہ کھاؤ ہاں اگر ملی جلی تجارت ہو

اللہ چاہتا ہے تم پر (ان رکامیاب ؛) لوگوں کی راہ کھول دے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور انہی کے طریقہ پر تمہیں بھی چلائے۔ نیز تم پر (اپنی رحمت سے) لوٹ آئے۔ اور اللہ (تمہاری مصلحتوں کا) جاننے والا اور (اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے۔

اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم پر (اپنی رحمت کے ساتھ) لوٹ آئے (اور تم ان برائیوں سے تائب ہو جاؤ جن میں مبتلا تھے) لیکن جو لوگ (احکام حق کی جگہ) نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں تو وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ اعتدال سے ہٹ کر بہت دور جا پڑو۔ اللہ چاہتا ہے (بیجا سختیوں اور رکاوٹوں کی جگہ) تمہارے لئے نرمی اور آسانی ہو اور (واقعہ یہ ہے کہ انسان

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ
وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ
اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ ۳۴
عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا
أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ

سی طرح دوسری جنس کی بھی ضرورت تھی۔ انسان کی معاشرتی زندگی کے لئے یہ دو مساوی عنصر ہیں جو اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ یک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک مکمل زندگی پیدا کر دیں۔

البتہ اللہ نے دنیا میں ہر گروہ پر بعض خاص باتوں میں فضیلت دی ہے اور ایسی ہی فضیلت مردوں کو بھی عورتوں پر ہے مرد عورتوں کی ضروریات معیشت کے قیام کا ذریعہ ہیں اس لئے سربراہی وکارفرمائی کا مقام قدرتی طور پر انہی کے لئے ہو گیا ہے (۳۲)

عورتیں اس خیال سے دلگیر نہ ہوں کہ وہ مرد نہ ہوئیں اور مردوں کے کام ان کے حصے میں نہ آئے وہ یقین کریں ان کے لئے بھی عمل و فضیلت کی ساری راہیں کھلی ہوئی ہیں (۳۲)

اس کے بعد فرمایا کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو اطاعت شعار ہوتی ہیں اور ظاہر و باطن ہر حال میں شوہروں کے مفاد کی حفاظت کرتی ہیں۔

اور (دیکھو) جو کچھ ترکہ ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ جائیں تو ان میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے حقدار ٹھہرا دیئے ہیں۔ نیز جن (عورتوں سے) تمہارا عہد و پیمان (نکاح) بندھ چکا ہو (ان کا بھی ہم نے حصہ ٹھہرا دیا ہے) پس چاہئے کہ جو کچھ جس کا حصہ ہو وہ اس کے حوالے کر دو (اور یاد رکھو) اللہ حاضر و ناظر ہے اس سے کوئی چیز چھپی نہیں۔

مرد عورتوں کی زندگی کے بندوبست کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر (خاص خاص باتوں میں) فضیلت دی ہے۔ نیز اس لئے کہ مرد اپنا مال جو ان کی محنت سے جمع ہوتا ہے

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ
اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ
وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ ۗ
۳۳ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

نزول قرآن سے دنیا کا عالمگیر اعتقاد یہ تھا کہ وجود انسانی کا کامل ظہور صرف مردوں ہی کی جنس میں ہوا ہے۔ عورتوں کی ہستی کوئی مستقل ہستی نہیں رکھتی وہ صرف اس لئے بنائی گئی ہیں کہ مردوں کی کام جوئیوں کا ذریعہ ہوں اور ان کی چاکری و پرستاری میں فنا ہو جائیں۔

قرآن تاریخ عالم کی سب سے پرانی آواز ہے جو اس اعتقاد کے خلاف بلند ہوئی وہ کہتا ہے کہ خدا نے نوع انسانی کو مرد اور عورت کی دو جنسوں میں تقسیم کر دیا ہے اور دونوں یکساں طور پر اپنی اپنی ہستی رکھتے اپنے فرائض اور اپنے اپنے اعمال رکھتی ہیں کارخانۂ معیشت کے لیے جس طرح ایک جنس کی ضرورت تھی ٹھیک

تمہاری لغزشوں اور غلطیوں کے اثرات تم پر سے محو کر دیں گے اور تمہیں ایک ایسے مقام پر پہنچا دینگے جو عزت و خوبی کا مقام ہوگا۔

اور (دیکھو) خدا نے تم میں سے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے مقابلہ میں جو کچھ دے رکھا ہے اس کی تمنا نہ کرو (کہ کاش ہمیں بھی یہ ملا ہوتا!) مردوں نے اپنے عمل سے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے مطابق (اثرات و نتائج ہیں) ان کا حصہ ہے اور عورتوں نے اپنے عمل سے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے مطابق (اثرات و نتائج ہیں) ان کا حصہ ہے (دونوں اپنی اپنی جگہ اپنے فرائض، اعمال اور ان کے نتائج رکھتے ہیں) اور چاہئے کہ (ہر حال میں) اللہ سے اس کی بخشائش کے طلبگار رہو۔ یقیناً وہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے!

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا
مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ ۳۶
اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ میاں بی بی میں تفرقہ پڑ جائیگا تو چاہئے پنچ شوہر کے کنبے میں سے مقرر کرو، ایک بیوی کے کنبے میں سے (اور دونوں اصلاح حال کی کوشش کریں) اگر دونوں پنچ (دل سے) چاہیں گے کہ صلح صفائی کرا دیں تو اللہ ضرور میاں بی بی میں باہم موافقت پیدا کر دے گا (اور ان کی کوشش رائیگاں نہ جائیگی) بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور سب بات کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور (دیکھو) اللہ کی بندگی کرو۔

اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور چاہئے کہ ماں باپ کے ساتھ قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ، خواہ قرابت والے پڑوسی ہوں۔ خواہ اجنبی ہوں۔ نیز پاس کے

عموم شفقت واحسان اور ادا حقوق و فرائض کا حکم
ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو قرابت داروں کے حقوق سے غافل نہ ہو یتیموں مسکینوں مسافروں اور پڑوسیوں کی خبر گیری کرتے رہو پڑوسی خواہ قرابت دار ہو یا اجنبی، بہرحال ہر اچھے سلوک کا مستحق ہے اسی طرح جو لوگ تمہارے پاس بیٹھنے اٹھنے والے ہوں نیز لونڈی،

غلام جو تمہارے قبضے میں ہوں، ان سب کے بھی تم پر حقوق ہیں اور ضروری ہے کہ سب کے ساتھ محبت، احسان کا سلوک کرو بخل نہ کرو خدا نے جو کچھ رزق و دولت عطا فرمائی ہے اس کے بندوں کی خدمت میں خرچ کرو جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ فی سبیل اللہ سے کبھی نہیں رک سکتا۔
البتہ جو کچھ خرچ کرو، اللہ کے لئے کرو نام و نمود کے لئے نہ کرو جو شخص نام و نمود کے لئے خرچ کرتا ہے وہ اللہ پر اور آخرت پر سچا ایمان نہیں رکھتا۔

بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝٣٤

عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں پس جو عورتیں نیک ہیں ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور اللہ کی حفاظت سے جو انہیں حاصل ہو جاتی ہے) پوشیدگی اور غیبت میں بھی (شوہروں کے حقوق و مفاد کی) حفاظت کرتی ہیں۔

اور جن بیویوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو تو (یہ نہیں کرنا چاہئے کہ فوراً اول بیروا ہوکر قطع تعلق کر لو بلکہ) چاہئے انہیں (پہلے نرمی و محبت سے) سمجھاؤ پھر خوابگاہوں میں ان سے الگ رہنے لگو اور (اس پر بھی نہ مانیں) تو (انہیں بغیر نقصان پہنچائے بطور تنبیہ کے) مار بھی سکتے ہو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہا مان لیں، تو (سختی سے درگزر کرو، اور) ایسا نہ کرو کہ الزام دینے کیلئے راہیں ڈھونڈنے لگو (یاد رکھو) اللہ سب کے اوپر اور سب سے زیادہ بڑائی رکھنے والا موجود ہے!

اگر عورت شوہر کے حقوق کی رعایت نہ کرے، اور اطاعت شعاری کے دائرہ سے باہر ہو جائے۔ تو شوہر کو چاہئے اسے سمجھائے اور نرمی اور سختی سے راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔

اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو شوہر اور بیوی میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ تو پھر چاہئے کہ خاندان کی پنچایت بٹھائی جائے پنچایت کی صورت یہ ہو کہ ایک آدمی مرد کے گھرانے سے لیا جائے ایک عورت کے۔ دونوں مل کر اصلاح حال کی کوشش کریں۔

اگر سرکشی عورت کی جانب ہو تو مرد کو اختیار دیا گیا کہ نرمی سختی کرکے سمجھائے بجھائے لیکن اگر قصور مرد کا ہو اور وہ خواہ مخواہ الزام عورت کے سر ڈال رہا ہو تو اس کا کیا علاج؟

اس کا علاج پنچایت کا حکم دے کر کر دیا گیا اگر قصور مرد کا ہوگا تو عورت کو پورا موقع مل جائیگا کہ اپنے گھرانے کے آدمی کے ذریعہ حقیقت حال ظاہر کرے۔ اس حکم میں معاشرت کے اکثر احکام کی طرح خطاب مسلمانوں سے ہے یعنی جماعت سے۔ یہ جماعت کا فرض ہے کہ باہمی نااتفاقی کی صورت میں اصلاح حال کی کوشش کرے۔

فَسَآءَ قَرِيۡنًا ۝ وَمَاذَا عَلَيۡهِمۡ لَوۡ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ
الۡاٰخِرِ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمۡ عَلِيۡمًا ۝
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنۡ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفۡهَا
وَيُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡهُ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۝ فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ
اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا ۝ يَوۡمَئِذٍ يَّوَدُّ ۱۴
الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَعَصَوُا الرَّسُوۡلَ لَوۡ تُسَوّٰى بِهِمُ الۡاَرۡضُ ؕ

ان لوگوں کا کیا بگڑ جاتا تھا اگر یہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے اور جو کچھ خدا نے انہیں دے رکھا ہے۔ اُسے (خدا کی خوشنودی کے لئے) خرچ کرتے۔ اور اللہ تو ان کی حالت کی پوری خبر رکھتا تھا۔

(یاد رکھو) اللہ (جزاء عمل میں) ذرّہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ (کہ عمل کے بدلے میں کسی طرح کی کمی ہو جائے یا کوئی بدلے سے محروم رہ جائے) اس کا قانون تو یہ ہے کہ) اگر ذرّہ برابر بھی کسی نے نیکی کی ہے تو وہ اسے دوگنا کر دے گا اور پھر اپنے پاس سے ایسا بدلہ بھی عطا فرمائیگا جو بہت بڑا بدلہ ہوگا۔

اور پھر (اے پیغمبر) کیا حال ہوگا اس دن (یعنے قیامت کے دن) جب ہم ہر ایک امّت سے ایک گواہ طلب کرینگے یعنی اس کے پیغمبر کو طلب کرینگے جو اپنی امت کے اعمال و احوال پر گواہ ہوگا) اور ہم تجھے بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے طلب کریں گے۔

سو اس دن ایسا ہوگا کہ جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے اور رسول کے حکموں سے نافرمان ہو گئے ہیں وہ (حسرت و ندامت سے) تمنا کریں گے۔ کاش

اَلْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
۳۸ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

بیٹھنے اُٹھنے والوں کے ساتھ اور اُن لوگوں کے ساتھ جو مسافر ہوں، یا لونڈی غلام ہونے کی وجہ سے) تمہارے قبضے میں ہوں، احسان اور سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اترانے والے ڈینگیں مارنے والے ہیں جو خود بھی بخیلی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنا سکھاتے ہیں اور جو کچھ خدا نے اپنے فضل سے دے رکھا ہے اُسے (خرچ کرنے کی جگہ) چھپا کر رکھتے ہیں، (یاد رکھو،) ان لوگوں کے لئے جو (ہماری نعمتوں کی) ناشکری کرتے ہیں، ہم نے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے!

اور (ان لوگوں کو بھی خدا دوست نہیں رکھتا) جو محض لوگوں کے دکھانے کو (نام و نمود کے لئے) مال خرچ کرتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے (کیونکہ اگر اللہ پر سچا ایمان رکھتے، تو کبھی ایسا نہ کرتے کہ اسے چھوڑ کر انسانوں کے سامنے نمائش کرنی چاہتے) اور (دیکھو) جس کسی کا ساتھی شیطان ہوا تو کیا ہی بُرا یہ ساتھی ہے۔

النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ
الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ ۴۴

اور (وضو اور غسل کے لئے) پانی نہ ملے تو اس صورت میں چاہیے پاک زمین سے کام لو (طریقہ اس کا یہ ہے کہ زمین پر ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لو) بلاشبہ اللہ درگزر کرنے والا اور بخش دینے والا ہے۔

کیا تم نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنہیں کتاب اللہ (کے علم میں) سے ایک حصہ دیا گیا تھا؟ کس طرح وہ (ہدایت دے کر) گمراہی خرید رہے ہیں اور چاہتے ہیں تم بھی راہ سے بھٹک جاؤ۔

نماز کے ذکر کے بعد سلسلہ بیان اہل کتاب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور پیروان دعوت حق پر یہ حقیقت واضح کی جاتی ہے کہ جس طرح اللہ نے تمہاری فلاح و سعادت کے لئے احکام شریعت نازل کئے ہیں۔ اسی طرح تم سے پہلے یہود و نصاریٰ کے لئے بھی نازل کر چکے تھے لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ وہ راہ ہدایت سے منحرف ہو گئے پس چاہیے ان کی حالت سے عبرت پکڑو اور اخلاص و صداقت کے ساتھ احکام الٰہی پر کاربند ہو۔

یہود مدینہ کی یہ شقاوت کہ جب پیغمبر اور مسلمانوں سے ملتے تو ذومعنی اور مشتبہ الفاظ کہہ کر دل کا بخار نکال لیتے (۴۶)

ضمناً مدینہ کے یہودیوں کو کہ اگر یہ حق کی مقاومت سے باز نہ آئے تو وہ وقت دور نہیں ہے کہ دعوت حق کی فتحمندی ان کی ذلت و خواری کا آخری فیصلہ کر دیگی دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ اعلان حرف بحرف پورا ہوا (۴۷)

سورہ آل عمران میں یہود و نصاریٰ کی سب سے بڑی گمراہی یہ بتائی تھی کہ انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو ایسا مقدس اور با اختیار سمجھ رکھا ہے گویا وہ خدائی میں شریک ہیں (۶۴ - ۷۹) خدا کی خدائی میں شریک سمجھنے سے مقصود وہ اعتقاد ہے جو یہودیوں میں اپنے فقیہوں کی نسبت اور

۴۲ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا
اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

(وہ دھنس جائیں اور) زمین ان کے اوپر برابر ہو جائے اور اس دن وہ اللہ سے (اپنی) کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں رکھ سکیں گے۔

مسلمانو! ایسا کبھی نہ کرو کہ تم نشہ میں ہو اور نماز کا ارادہ کرو۔ نماز کے لئے ضروری ہے کہ تم ایسی حالت میں ہو کہ جو کچھ زبان سے کہو (ٹھیک طور پر) اسے سمجھو اور اسی طرح جس کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ بھی جب تک نہا نہ لے، نماز کا قصد نہ کرے۔ ال راہ چلتا مسافر ہو، (تو وہ تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے)۔

اور اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آدمی جائے ضرور سے فارغ ہو کر آئے یا ایسا ہو کہ تم نے عورت کو چھوا ہو (یعنی زناشوئی کی بات ہوئی ہو)

معاشرتی زندگی کے جو حقوق و فرائض بیان کئے گئے ہیں، اگر تم چاہتے ہو کہ ان کی اخلاقی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو تو چاہئے کہ خدا کے ذکر و عبادت سے اپنی ایمانی قوت مضبوط کرتے رہو جو جماعت نماز کی حقیقت سے محروم ہوگی یعنی عبادت کے خشوع و خضوع کا اس میں ذوق نہ ہوگا وہ کبھی عملی زندگی کی اخلاقی مشکلوں پر قابو نہیں پا سکتی۔

اسلام کا جب ظہور ہوا تو عرب کے باشندے صدیوں سے شراب نوشی کے عادی ہو رہے تھے مشکل تھا کہ یک وقت باز آجاتے اس لئے بتدریج ممانعت کے احکام نازل ہوتے رہے بالآخر قطعی طور پر اس کا استعمال حرام کر دیا گیا یہاں نماز کے وقت شراب نوشی سے بچنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ ابتدائی عہد کا ہے اس وقت تک شراب کی حرمت کا آخری اعلان نہیں ہوا تھا

تیمم کا حکم۔ اگر پانی میسر نہ آئے یا بیماری مانع ہو۔ تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کر لو لیکن کسی حال میں بھی نماز ترک نہ کرو۔

الَّذِيْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَانْظُرْنَا
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا ۴٦
بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا

ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے اہل کتاب اور بنی اسرائیل ہونے پر نازاں ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم خدا کی چہیتی قوم ہیں اور آخرت کی نجات ہمارے لئے لکھ دی گئی ہے جب کبھی کوئی جماعت دین کے سچے علم و عمل سے محروم ہو جاتی ہے تو ایسے ہی غرور باطل میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ۹۰م.

اور ان شرارت آمیز لفظوں کی جگہ) "سمعنا و اطعنا" اور "اسمع" اور "انظرنا" کہتے۔ تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا اور درستگی کی بات تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے کفر کی وجہ سے ان پر اللہ کی پھٹکار پڑ چکی پس ایک چھوٹے گروہ کے سوا اور سب ایمان سے محروم ہیں۔

اے وہ لوگو! کہ تمہیں کتاب دی گئی تھی۔ جو کتاب ہم نے (پیغمبر اسلام) پر نازل کی ہے اور جو اس کتاب کی تصدیق کرتی ہوئی آئی ہے۔ جو تمہارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس پر ایمان لاؤ (اور انکار حق کے شیوہ سے باز آجاؤ) اس وقت سے پہلے ایمان لے آؤ جب ایسا ہو کہ ہم لوگوں کے چہرے مسخ کر کے پیٹھ پیچھے الٹا دیں (یعنی انہیں ذلیل و خوار کر دیں) یا ایسا ہو کہ جس طرح سبت[1] والوں پر ہماری پھٹکار پڑی تھی۔ اسی طرح ان پر بھی پھٹکار

[1] سبت والوں سے مقصود یہودیوں کی وہ جماعت ہے جنہیں سبت کے (باقی حاشیہ صفحہ ۱۸ پر)

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا ۝
مِنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا يُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوۡلُوۡنَ
سَمِعۡنَا وَعَصَيۡنَا وَاسۡمَعۡ غَيۡرَ مُسۡمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلۡسِنَتِهِمۡ وَطَعۡنًا فِى

عیسائیوں میں پوپ اور پادریوں کی نسبت پیدا ہو گیا تھا یا جو کچھ وہ اپنے راہبوں اور فقیروں کی نسبت اعتقاد رکھتے تھے۔

اس گمراہی کا نتیجہ یہ تھا کہ ہدایت کا سررشتہ کتاب الٰہی کی جگہ چند انسانوں کے ہاتھ آ گیا تھا۔ وہ لوگوں کو اندھا بہرہ بنا کر جس طرح چاہتے تھے اپنی نفسانی غرضوں کے لئے استعمال کرتے تھے لوگوں نے اپنی سمجھ بوجھ سے کام لینا چھوڑ دیا تھا۔ توہم پرستی و جاہلیت میں غرق ہو گئے تھے اور انسان کی عقلی ترقی و روشنی کی تمام راہیں بند ہو گئی تھیں۔

قرآن نے اس گمراہی کو شرک قرار دیا ہے وہ یہودیوں سے کہتا ہے کہ سارے گناہ بخش دیئے جا سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے بخشائش نہیں کیونکہ یہ گمراہی شریعت الٰہی کے تمام مقاصد درہم برہم کر دیتی ہے اور انسان کی ہدایت کا مرکز اپنی جگہ سے ہل جاتا ہے۔ (۴۸)

اور اللہ تمہارے دشمنوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے (تمہارے لئے) اللہ کی دوستی اور اس کی مددگاری کافی ہے۔

(اے پیغمبر!) یہودیوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا شیوہ ہے کہ لفظوں کو ان کی اصلی جگہ سے پھیر دیا کرتے ہیں اور (جب تم سے ملتے ہیں تو) اس خیال سے کہ دین حق کے خلاف طعن و تشنیع کریں زبان مروڑ مروڑ کر لفظوں کو بگاڑ دیتے ہیں (چنانچہ) کہتے ہیں "سمعنا و عصینا" اور "اسمع غیر مسمع" اور "راعنا" اگر یہ لوگ راستبازی سے محروم نہ ہوتے

یہودیوں کی سب سے بڑی گمراہی مذہبی گروہ بندی کا گھمنڈ ہے۔ وہ ایمان و عمل کی روح سے محروم ہو چکے

لہ "سمعنا و اطعنا" کے معنی ہیں ہم نے حکم سنا اور ہم نے اطاعت کی یہودی از راہ شرارت اسے اس طرح ادا کرتے کہ "اطعنا" "عصینا" ہو جاتا یعنی ہم نے حکم سنا اور خلاف ورزی کی "اسمع" کے معنی ہیں ہماری بات سنئے اور وہ اس کے ساتھ "غیر مسمع" بھی بڑھا دیتے جس کے معنے ایک تو یہ ہیں کہ خدا تمہیں بری بات نہ سنوائے۔ دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ بہرے ہو جاؤ۔ اسی طرح "راعنا" بولتے ہیں جس کے ایک معنی یہ تو ہیں کہ ہماری طرف التفات کیجئے دوسرے معنے یہ ہیں کہ ہمارے چرواہے۔ عربی میں کہتے ہیں "راعی الحمار الحمر" اذا راعی معھا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ
وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ ۵۱

دیکھو، یہ لوگ کس طرح اللہ پر صریح بہتان باندھ رہے ہیں (بلا اس کا قانون تو یہ ہے کہ پاکی و نجات کا دار و مدار ایمان و عمل پر ہے، اور یہ کہتے ہیں، یہودیت کی گروہ بندی پر ہے) ان کی آشکارا گنہگاری کے لئے یہی ایک بات بس کرتی ہے۔

جب ایک جماعت میں اتباعِ حق کی جگہ جتھہ بندی اور گروہ پرستی کی روح پیدا ہو جاتی ہے تو پھر حق و باطل کا امتیاز باقی نہیں رہتا۔ وہ چاہتی ہے جس طرح بھی بنے، اپنی بات بنائی جائے اور مخالف گروہ کو زک دے دی جائے۔ اگر ایسا کرنے میں اسے خود اپنے اصولوں اور عقیدوں کے خلاف بھی جانا پڑے۔ تو بلا تامل چلی جاتی ہے۔

یہی حال مدینہ کے یہودیوں کا تھا وہ ہمیشہ بت پرستی کے مخالف رہے اور بُت پرستوں کی تحقیر و تذلیل کرتے رہے لیکن اب مسلمانوں کی ضد میں آ کر بُت پرستوں کی تعریف کرتے اور کہتے "ان مسلمانوں سے تو مشرکوں ہی کا طور طریقہ زیادہ قرینِ صواب ہے۔"

(اے پیغمبر!) کیا تم ان لوگوں کا حال نہیں دیکھتے جنہیں کتاب اللہ (کے علم میں) سے ایک حصہ دیا گیا تھا؟ (کس طرح) وہ بتوں کے شریر قوتوں کے معتقد ہو گئے ہیں اور کافروں کی نسبت (یعنے مشرکین عرب کی نسبت) کہتے ہیں "مسلمانوں سے کہیں زیادہ یہی لوگ سیدھے راستہ پر ہیں" یقین کرو، یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی پھٹکار پڑی اور جس کسی پر اس کی پھٹکار پڑی، تو ممکن نہیں، تم کسی کو اس کا مددگار پاؤ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸)
کے سزاوار ہوئے۔ سورۂ بقرہ کی آیت ۶۵ میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور تفصیل سورہ اعراف میں ملتی ہے (۷: ۱۶۳)

فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ
وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ
يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ
افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ
بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ ۴۹

پڑے۔ اور یاد رکھو خدا نے جو کچھ فیصلہ کر دیا ہے (یعنی قانون ٹھہرا دیا ہے) وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

اللہ یہ بات کبھی بخشنے والا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ (جس طرح یہود اور نصارٰی نے اپنے احبار اور رہبان کو خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا لیا ہے) ہاں اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں، وہ چاہے تو بخش دے۔ اور (دیکھو) جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو یقیناً وہ بہت بڑا گناہ کرتا ہوا (خدا پر) افترا پردازی کرتا ہے۔

(اے پیغمبر!) کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر نظر نہیں کی جو اپنی پاکی کا بڑا گھمنڈ رکھتے ہیں؟ (یعنی اپنے اہل کتاب ہونے کا بڑا گھمنڈ رکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ آخرت کی نجات تو صرف ہمارے ہی لئے ہے) حالانکہ (اپنے منہ پاک بننے سے کوئی پاک نہیں ہو جاتا) یہ اللہ کے ہاتھ ہے کہ جسے چاہے (برائیوں سے) پاک و صاف کر دے، اور (اس کا قانون تو یہ ہے کہ جزا بعمل ہیں) رائی برابر بھی کسی پر ظلم نہیں ہو گا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۷) دن کے احترام کا حکم دیا گیا تھا اور اس دن شکار کھیلنے سے روک دیئے گئے تھے لیکن انہوں نے حیلے بہانے بنا کر اس حکم کی نافرمانی کی اور غضب الٰہی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹ پر)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ
جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ٥ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
أَبَدًا ۖ لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ٥ ۵۷

(آگ کی گرمی سے) پک جائے گی (یعنی جل جائے گی) تو ہم پچھلی کھال کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے۔ تاکہ عذاب کا مزہ (اچھی طرح) چکھ لیں۔ بلاشبہ اللہ سب پر غالب ہے اور جو کچھ کرتا ہے حکمت کے ساتھ کرتا ہے۔

اور جو لوگ (ہماری آیتوں پر) ایمان لائے اور ان کے کام بھی اچھے ہوئے تو ہم انہیں (راحت و سرور کے) ایسے باغوں میں داخل کر دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (اور ان سے ان کی سرسبزی و شادابی کبھی ختم ہونے والی نہیں) وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کی رفاقت کیلئے نیک و پارسا بیویاں ہونگی۔ نیز ہم انہیں (اپنی رحمت کے) بڑے اچھے سائے میں جگہ دیں گے۔

(مسلمانو!) خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ جو جس کی امانت ہو وہ اس کے حوالے

اہل کتاب کی گمراہیوں کے ذکر کے بعد مسلمانوں سے خطاب، اور قیام عدل، ادائے امانت اور رفع نزاع کے اصول و مہمات۔

(۱) اجتماعی زندگی کے نظم و فلاح کے لئے اصل اصول یہ ہے کہ جو جس بات کا حق دار ہو اس کے حق کا اعتراف کرو، اور جو چیز جسے ملنی چاہئے وہ اس کے حوالے کر دو، وارث کا حق ہو، یتیم کا مال ہو، قرضدار کا قرض ہو، امانت رکھنے والے کی امانت ہو، اہمیت رکھنے والے کے لئے منصب اور عہدہ ہو، کوئی چیز ہو، اور کوئی صورت ہو، لیکن جو جس کا حق ہے اور جو جس کا اہل ہے وہ اسے ملنا چاہئے

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا
یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا ۝ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ
اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ
مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا ۝ ۵۵

پھر یہ لوگ جو پیروانِ حق کی دشمنی میں اس قدر کھوئے گئے ہیں، تو کیا یہ بات ہے کہ ان کے قبضے میں بادشاہت کا کوئی حصہ آگیا ہے، اور اس لئے نہیں چاہتے کہ لوگوں کو رائی برابر بھی (اس میں سے) کچھ مل جائے۔

یا پھر خدا نے اپنے فضل سے لوگوں کو جو کچھ عطا فرمایا ہے، اس کا انہیں حسد ہے (اور نہیں چاہتے کہ جس نعمت سے خود محروم ہو چکے ہیں، وہ دوسروں کے حصے میں آئے)؛ اگر یہی بات ہے تو (انہیں اس بات سے بے خبر نہیں ہونا چاہئے کہ) ہم نے خاندانِ ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی تھی، اور ساتھ ہی بڑی بھاری سلطنت بھی عطا فرمائی تھی۔ پھر ان میں سے کوئی تو ایسا ہوا جس نے اس بات پر یقین کیا۔ کوئی ایسا ہوا، جس نے روگردانی کی، اور (جس نے روگردانی کی تو اس کے لئے) دہکتی ہوئی دوزخ کی آگ بس کرتی ہے۔

(یاد رکھو) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا (یعنی انہیں جھٹلایا اور سرکشی و شرارت سے مقابلہ کیا)، تو قریب ہے کہ (قیامت کے دن) ہم انہیں آتشِ دوزخ میں جھونک دیں جب کبھی ایسا ہوگا کہ ان کی کھال

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا
بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ ۶۰
لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ

سے فیصلہ لے اسے تسلیم کر لو) اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے (تو تمہارے لئے راہِ عمل یہی ہے) اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اور اسی میں انجام کار کی خوبی ہے۔

(اے پیغمبر!) کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر نظر نہیں کی (یعنی منافقوں کی حالت پر) ان کا دعوےٰ یہ ہے کہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے اور جو کچھ تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں لیکن (عمل کا یہ حال ہے کہ) چاہتے ہیں اپنے جھگڑے قضیئے ایک سرکش اور شریر (انسان) کے آگے لیجائیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا جا چکا ہے کہ اس سے انکار کریں (اور صرف اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کی پیروی کریں) اصل یہ ہے کہ شیطان چاہتا ہے انہیں اس طرح گمراہ کر دے کہ سیدھی راہ سے بہت دور جا پڑیں۔

اور (اے پیغمبر!) جب ان لوگوں کو، اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے نازل کیا ہے اور رسولؐ کی طرف (جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے) بلایا جاتا ہے تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے رُوگردانی کرتے ہیں

منافق زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے لیکن عمل کا حال یہ تھا کہ اپنے جھگڑے قضیئے چکانے کے لئے مخالفین اسلام کے سامنے لے جاتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں پر مخالفین اسلام کے فیصلوں کو ترجیح دیتے تھے پھر جب کبھی ایسا ہوتا کہ ان کی یہ دورنگی پکڑی جاتی تو پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر جھوٹی قسمیں

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ
بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ
۵۸ بِهٖ ۭ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ
شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(۲) جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کرو کسی حالت اور کسی صورت میں بھی یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ فیصلہ انصاف کے خلاف کیا جائے

(۳) مسلمانوں کے لئے اصل دین یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کریں اللہ کے رسول کی اطاعت کریں اور جو لوگ ان میں سے صاحب حکم و اختیار ہوں ان کی اطاعت کریں۔ پھر اگر ایسا ہو کہ کسی معاملے میں نزاع پیدا ہو جائے تو چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کریں اور جو فیصلہ ملے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ اس حکم سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اپنے تمام مذہبی اختلافات کے لئے قرآن و سنت کی طرف رجوع ہونا چاہئے نہ کہ انسانوں کے اقوال و آراء کی طرف۔ اگر مسلمانوں نے اس حکم قرآنی پر عمل کیا ہوتا تو مذہبی اختلافات و تفرقہ سے محفوظ رہتے اور ان کی ایک جماعت بہت سی جماعتوں اور مذہبوں میں متفرق نہ ہو جاتی۔ تشریح اس مقام کی آئندہ سورتوں میں آئے گی۔

کرو یا کرو (ایسا نہ کرو کہ کسی حق دار اور اہل حق سے انکار کرو) اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو چاہئے کہ انصاف کے ساتھ کرو۔ کیا ہی اچھی بات ہے جس کی خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے!

مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں حکم اور اختیار رکھتے ہو پھر اگر ایسا ہو کہ کسی معاملہ میں باہم جھگڑ پڑو (یعنی اختلاف و نزاع پیدا ہو جائے) تو چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اور جو کچھ وہاں

إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ○ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ
حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا ٦٥
أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ

بھی منصب رسالت دے کر دنیا میں کھڑا کیا، تو اسی لئے کیا، کہ ہمارے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے، اور جب ان لوگوں نے (تمہاری نافرمانی کر کے) اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر لیا تھا، تو اگر اسی وقت تمہارے پاس حاضر ہو جاتے، اور خدا سے (اپنی نافرمانی کی) معافی مانگتے، نیز خدا کا رسول بھی ان کی بخشش کے لئے دعا کرتا، تو یہ لوگ دیکھ لیتے کہ خدا بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور (ہر حال میں) رحمت رکھنے والا ہے۔ پس (دیکھو) تمہارا پروردگار اس بات پر گواہ ہے کہ یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے، جب تک ایسا نہ کریں کہ اپنے تمام جھگڑوں قضیوں میں تمہیں اپنا حاکم بنائیں، اور پھر (صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ ان کے دلوں کی بھی حالت ایسی ہو جائے۔ کہ جو کچھ تم فیصلہ کر دو اس کے خلاف اپنے اندر کسی طرح کی کھٹک محسوس نہ کریں، اور وہ جو کسی بات کو پوری پوری طرح مان لینا ہوتا ہے، تو ٹھیک اسی طرح مان لیں۔

اور (دیکھو) اگر ہم انہیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو (یعنے لڑائی میں لڑتے لڑتے جان دیدو) یا حکم دیتے کہ اپنے گھروں سے (ہجرت کر کے) نکل کھڑے ہو، تو ان کا کیا حال ہوتا؟ یہ ہوتا کہ) چند آدمیوں کے سوا کوئی بھی اس کی تعمیل نہ کرتا۔

يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ۚ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ
بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا
إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ
فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝
وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ

کھاتے اور کہتے ہم تو آپ ہی کے حکم پر چلنے والے ہیں محض خیال سے کہ کسی طرح معاملہ سلجھ جائے اور مخالفین اسلام کی بھی دلجوئی ہو جائے ان لوگوں کے پاس چلے گئے تھے۔

یہاں ان لوگوں کی اسی منافقانہ روش کا ذکر کیا گیا ہے اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ جو شخص اللہ کے رسول کے حکم اور فیصلے پر یقین نہیں رکھتا وہ کبھی سچا مومن نہیں ہو سکتا۔ یقین کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ حکم مان لیا جائے بلکہ لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ حکم رسول کے خلاف دل میں کوئی تنگی اور خلش بھی محسوس نہ ہو۔

اور ان کے قدم ٹھٹک کر رہ جاتے ہیں، پھر اگر ایسا ہو کہ ان کے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آ پڑے تو اس وقت ان لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ اس وقت یہ تمہارے پاس آ کر خدا کے نام کی قسمیں کھائیں اور کہیں (کہ ہمیں آپ کا فیصلہ ماننے سے کبھی انکار نہیں) ہم نے جو کچھ کیا تھا تو اس سے مقصود صرف بھلائی تھی اور یہ کہ (آپس میں) میل ملاپ رہے (اے پیغمبر!) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ہی جانتا ہے، ان کے دلوں میں کیا کچھ چھپا ہوا ہے پس چاہئے کہ ان کے پیچھے نہ پڑو اور (ان کی ایمان فراموشیوں پر) انہیں پند و نصیحت کرتے رہو۔ تم انہیں (پند و نصیحت کی) ایسی باتیں کہو کہ ان کے دلوں میں اتر جائیں۔ اور (اے پیغمبر!) ان لوگوں کو جو تمہاری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے (جو انہی کے ساتھ ہوئی ہو) ہم نے جس کسی کو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝
وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ
كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ۷۳

مسلمانو! اپنی حفاظت اور تیاری میں لگے رہو پھر جب وقت آجائے تو دشمنوں کے (مقابلے میں نکلو۔ الگ الگ گروہوں میں ہوکر یا اکٹھے ہوکر (جیسی کچھ مصلحت ہو) اور دیکھو، تم میں کوئی کوئی آدمی ایسا بھی ہے کہ (اگر جنگ کی پکار ہوجاؤ تو) وہ ضرور قدم پیچھے ہٹائے اگر (لڑائی میں) تم پر کوئی مصیبت آپڑے تو (خوش ہو اور) کہے۔ "خدا نے مجھ پر بڑا ہی احسان کیا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا!" اور اگر تم پر خدا کا فضل و کرم ہو تو (رشک و حسد سے جل مرے اور) بے اختیار بول اٹھے گویا تم میں اور اس میں محبت کا کوئی رشتہ تھا ہی نہیں کہ "اے کاش! میں ان لوگوں کے ساتھ ہوتا کہ بہت کچھ کامیابی حاصل کرلیتا۔"

میں نیک اور راستباز ہوں

سورہ فاتحہ میں "صراط الذین انعمت علیہم" سے مقصود انہی گروہوں کی راہ ہے۔ اس کے بعد منافقوں کی ان نافرمانیوں کا ذکر شروع ہوجاتا ہے جو جنگ کے معاملہ سے تعلق رکھتی ہیں۔"

ہر جماعت میں کچھ لوگ ایمان و یقین سے محروم اور عزم و ہمت سے تہی دست ہوتے ہیں، وہ جب دیکھتے ہیں کہ عزم و ہمت کا کوئی قدم اٹھایا جارہا ہے تو اپنی کمزوری سے خود بھی باز رہتے ہیں اور چاہتے ہیں دوسروں کو بھی باز رکھیں پھر جب جماعت قدم اٹھا دیتی ہے، تو الگ تھلگ رہ کر غیروں کی طرح تماشا دیکھتے ہیں اگر کوئی حادثہ پیش آگیا تو خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں، اچھا ہوا ہم ان لوگوں کے ساتھ شریک نہ ہوئے۔ اگر کامیابی ہوتی ہے تو رشک و حسد سے جل مرتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں، کاش ہم نے بھی ساتھ دیا ہوتا تو آج کامیابی میں ہمارا حصہ ہوتا گویا ان کی شخصیت جماعت کی ہستی سے بالکل الگ ہے نہ تو اس کا نقصان ان کا نقصان ہے نہ اس کی کامیابی ان کی کامیابی۔ اسلام کے ابتدائی عہد میں بھی ایسے لوگ بھی موجود تھے قرآن ان کے اعمال بیان کرتا اور انہیں مومن کی جگہ منافق قرار دیتا ہے۔ (۷۲)

یہاں یہ حقیقت بھی واضح کردی کہ قرآن نے جنگ کا حکم اس لئے نہیں دیا ہے کہ مسلمان دوسروں پر چڑھ دوڑیں بلکہ اس لئے کہ مظلوموں اور بیکسوں کی حمایت کریں اور انہیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ
تَثْبِيْتًا ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ
صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

حالانکہ جس بات کی اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے بہتری بھی تھی اور (راہِ حق میں) پوری طرح جمے رہتے، اور (اگر یہ راہِ حق میں پوری طرح جمے رہتے تو) اس صورت میں ضروری تھا کہ (اس کے نتائج بھی ان کے حصے میں آتے) ہم اپنی جانب سے اُنہیں ایسا اجر عطا فرماتے، جو بہت بڑا اجر ہوتا اور ایسی راہ لگا دیتے جو (کامیابی و سعادت کی) سیدھی راہ ہوتی!

اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، تو بلاشبہ وہ ان لوگوں کا ساتھی ہوا جن پر خدا نے انعام کیا ہے اور وہ نبی ہیں، صدیق ہیں، شہید ہیں، اور (تمام) نیک اور راستباز انسان ہیں۔ اور (جس کسی کے ساتھی ایسے لوگ ہوں، تو) ایسے ساتھی کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ بخشش و کرم اللہ کی طرف سے ہے اور (انسان کا حال جاننے کیلئے) اللہ کا علم کفایت کرتا ہے

انعام یافتہ چار گروہ ہیں۔ انبیا، صدیقین، شہدا، صالحین
انبیا سے مقصود خدا کی سچائی کے وہ تمام پیغامبر ہیں۔ جو مختلف عہدوں اور مختلف قوموں میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے نوعِ انسانی کو خدا پرستی اور نیک عملی کی راہ دکھائی۔
صدیق اسے کہتے ہیں جس میں سچائی کی روح غالب ہو یعنی ایسا انسان جو سچائی سے فطری مناسبت رکھتا ہو اور اسے دیکھتے ہی پہچان لیتا اور قبول کر لیتا ہے
شہید کے معنی ہیں گواہی دینے والا یعنی ایسا انسان جو اپنے قول و عمل سے سچائی کا اعلان کرنیوالا ہو اور دنیا میں اس کیلئے شہادت و حجت قائم کرے۔
صالحین سے مقصود وہ تمام انسان ہیں جو اپنے اعتقاد و عمل

مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ
الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ع ۷
قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ

شیطانی طاقتوں کی راہ میں لڑتے ہیں) سو اگر تم ایمان رکھتے ہو، تو چاہیئے کہ (شیطان کے حامیوں سے لڑو (اور ان کی طاقت و کثرت کی کچھ پروا نہ کرو) شیطان کا مکر دیکھنے میں کتنا ہی مضبوط دکھائی دے، لیکن (حق کے مقابلہ میں) کبھی جمنے والا نہیں ؎ (اے پیغمبر!) کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر نظر نہیں کی جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ (جنگ و خونریزی سے) ہاتھ روک لو، اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو (کہ تمہارے لئے امن و سعادت کی راہ یہی ہے) پھر جب ایسا ہوا کہ (اب خود اسلام کی طرف سے) ان پر لڑنا فرض کر دیا گیا تو یکایک ایک گروہ انسانوں کے

؎ جنگ و خونریزی سے ہاتھ روک دئیے لوگ قتل و خونریزی کے عادی تھے اسلام نے اسے روکا اور اعمال حسنہ کی تلقین کی اب جب حق و عدالت کی راہ میں جنگ کا حکم دیا گیا، تو منافق اور وہ لوگ جو ایمان میں کچے ہیں جنگ سے جی چرانے لگے، اور آرزوئیں کرنے لگے کہ کاش یہ حکم نہ دیا جاتا قرآن کہتا ہے ان کی حالت پر غور کرو انہیں ظلم و فساد کی راہ میں تو جنگ کرنے سے انکار نہ تھا بلکہ اس کے شائق تھے اب حق و عدالت کی راہ میں جنگ کا حکم دیا گیا ہے تو اس سے جی چرا رہے ہیں اور انسانوں کے خوف سے ایسے کانپ رہے ہیں جیسے کوئی خدا کے ڈر سے کانپ رہا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ مسلمانوں کی جماعت کو جب کبھی کوئی نقصان پیش آجاتا تو منافق اور یہودی کہتے کہ یہ سب کچھ پیغمبر اسلام کی وجہ سے ہوا قرآن کہتا ہے کہہ دو، جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ یعنے خدا نے ہر حالت اور ہر نتیجہ کے لئے احکام و قوانین مقرر کر دیئے ہیں۔ جو کچھ بھی پیش آتا ہے ان حالات کا لازمی نتیجہ ہے پس یہ بڑی ہی جہالت اور عناد کی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو (۷۸) آگے چل کر فرمایا جو کچھ برائی پیش آتی ہے وہ خود تمہاری ہی بدعملی کا نتیجہ ہے اس کا الزام دوسرے کے سر نہ ڈالو پیغمبر اسلام تو اللہ کے رسول ہیں اور رسول کا کام یہی ہے کہ پیغام

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ
وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا
۷۴ عَظِيْمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ
الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ
الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا

ظالموں کے پنجے سے نجات دلائیں (۷۵)
اسی لئے وہ بار بار کہتا ہے "اللہ کی راہ میں لڑو" یعنی اپنی نفسانی خواہشوں کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے عدل و انصاف کے قیام کے لئے لڑو۔

سو (دیکھو) جو لوگ آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی (اللہ کے ہاتھ) فروخت کر چکے ہیں انہیں چاہئے (ایسے لوگوں کی چال نہ چلیں اور) اللہ کی راہ میں جنگ کریں

اور جو کوئی اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے، تو خواہ قتل ہو جائے خواہ غالب آئے ہر حال میں ہم اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔

اور (مسلمانو!) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے؟ حالانکہ کتنے ہی بے بس مرد ہیں، کتنی ہی عورتیں ہیں، کتنے ہی بچے ہیں جو ظالموں کے ظلم سے عاجز آ کر فریاد کر رہے ہیں "خدایا ہمیں اس بستی سے جہاں کے باشندوں نے ظلم پر کمر باندھ لی ہے، نجات دلا (یعنی مکہ سے نجات دلا) اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا کارساز بنا دے اور کسی کو مددگاری کے لئے کھڑا کر دے"۔

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں، تو ان کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہوتا ہے (کیونکہ وہ نفسانی خواہشوں کے لئے نہیں لڑتے، حق و انصاف کی حمایت میں لڑتے ہیں) اور جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں (یعنی شر و فساد کی

وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ
سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ فَمَالِ
هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ
فَمِنَ اللّٰهِ ۚ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ
رَسُولًا ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۝ ۷۹

اور (اے پیغمبر!) جب ان لوگوں کو کوئی بھلائی کی بات پیش آتی ہے، تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے (ہماری کوششوں کا بدلہ) ہے، لیکن جب کبھی کوئی نقصان پہنچ جاتا ہے، تو کہتے ہیں یہ تمہاری طرف سے ہے (یعنے پیغمبر اسلام کی وجہ سے پیش آیا ہے) تم کہہ دو کہ جو کچھ ہوتا ہے، خدا ہی کی طرف سے ہے (کہ اس نے ہر حالت اور نتیجے کے لئے قانون ٹھہرا دیئے ہیں، اور جو کچھ پیش آتا ہے، وہ ان کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے) پھر افسوس ان کی حالت پر! ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ہو، سمجھ بوجھ کے قریب بھی نہیں پھٹکتے! (اصل حقیقت تو یہ ہے) جو کچھ بھلائی تمہیں پیش آتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو کچھ نقصان اٹھاتے ہو وہ خود تمہاری طرف سے ہوتا ہے (یعنی خود تمہاری بدعملیوں کا نتیجہ ہوتا ہے) اور (اے پیغمبر!) تمہیں لوگوں کے پاس اپنا پیامبر بنا کر بھیجا ہے (اور پیغام پہنچانے والے کا کام یہی ہے کہ پیغام پہنچا دے تم لوگوں کی نافرمانیوں اور بدعملیوں کے لئے ذمہ دار نہیں ہو سکتے) اور (تمہارے پیغامبر ہونے کے لئے) اللہ کی گواہی بس کرتی ہے۔

اللہ کے رسول کی اطاعت، اللہ کی اطاعت اور اللہ کا رسول اس لئے آتا ہے کہ پیغام حق پہنچا دے اس لئے نہیں کہ لوگوں کے اعمال کا پاسباں ہو اور جبراً اپنے طریقہ پر چلائے۔
جب تمہاری نافرمانیوں کا یہ حال ہے کہ منہ سے تو اطاعت کا اقرار کر لیتے ہو لیکن راتوں کو مجلس جا کر مخالفانہ مشورے کرتے ہو تو پھر تمہیں کیا حق ہے کہ نتائج کے لئے اللہ کے رسول کو ذمہ دار ٹھہراؤ؟ (۸۱)

عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ‎٧٧ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ

پہنچا دے ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے اگر تم ان کے احکام کی اطاعت نہ کرو اور اس کا برا نتیجہ پیش آئے تو اس کی ذمہ داری تم پر ہے نہ کہ پیغمبر اسلام پر۔ (۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جماعت کی ریاست و پیشوائی کا منصب رکھتا ہے اسے کیسی کیسی دشواریوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ وہ جب عزم و عمل کی لوگوں کو دعوت دیتا ہے تو ایک گروہ ایسے لوگوں کا پیدا ہو جاتا ہے جو یقین کا کچا اور ہمت کا کمزور ہوتا ہے وہ طاعت کی جگہ مخالفت کی روش اختیار کرتا ہے پھر جب اس صورت حال کی وجہ سے کوئی ناکامی پیش آ جاتی ہے تو بجائے اس کے کہ اپنی بدعملیوں پر نادم ہوں سارا الزام رئیس جماعت کے سر ڈال دیتے ہیں اور مخالفت کا ایک نیا بہانہ ان کے ہاتھ آ جاتا ہے اسی لئے آگے چل کر کہا: "اللہ پر بھروسہ رکھو اللہ کی کارسازی تمہارے لئے کافی ہے!" (۸۱) یعنے صاحب عزم کو چاہئے ان باتوں سے دل گرفتہ نہ ہو اللہ پر بھروسہ رکھے اور اپنے کام میں سرگرم رہے اس کا عزم و ثبات بالآخر تمام دشواریوں پر غالب آ جائیگا۔

اللہ کے رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور اللہ کا رسول اس لئے آتا ہے کہ پیغام حق پہنچا دے اس لئے نہیں کہ لوگوں کے اعمال کا پاسبان ہو اور جبراً اپنے طریقہ پر چلائے۔ جب تمہاری منافقوں کا یہ حال ہے کہ منہ سے تو اطاعت کا اقرار کر لیتے ہو لیکن راتوں کو مجلس جما کر مخالفانہ مشورے کرتے ہو تو پھر انہیں

ڈر نے لگا اس طرح ڈرنے جیسے کوئی خدا سے ڈر رہا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہتے ہیں خدایا! تو نے ہم پر جنگ کرنا کیوں فرض کر دیا؟ کیوں نہ ہمیں تھوڑے دنوں کی اور مہلت دیدی! (اے پیغمبر!) تم ان لوگوں سے کہہ دو (جس دنیا کی محبت میں تم موت سے بھاگ رہے ہو اس) دنیا کا سرمایہ تو بہت ہی تھوڑا ہے اور جو کوئی (انسانوں کی جگہ) اللہ سے ڈرا۔ تو اس کے لئے آخرت ہی (کا سرمایہ) بہت ہوا۔ وہاں رائی برابر بھی کسی کی حق تلفی ہونے والی نہیں۔ تم کہیں بھی ہو، موت تمہارا ٹھکانا پا کر رہے گی۔ اگر تم اونچے اور مضبوط قلعوں کے اندر (چھپے ہو جب بھی اس کی پکڑ سے بچنے والے نہیں!

کیا [illegible] کہ [illegible] اللہ کے رسول [illegible]

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ
إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ
مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا
قَلِيلًا ﴿٨٣﴾ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ
عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ﴿٨٤﴾

اور جب ان لوگوں کے پاس امن کی یا خوف کی کوئی خبر پہنچ جاتی ہے تو یہ دوڑ کر اسے لوگوں میں فوراً پھیلانے لگتے ہیں۔ اگر یہ اسے (لوگوں میں پھیلانے کی جگہ) اللہ کے رسول کے سامنے اور ان لوگوں کے سامنے جو ان میں حکم و اختیار والے ہیں پیش کرتے تو جو (علم و تدبر والے) بات کی تہ تک پہنچنے والے ہیں وہ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے (اور عوام میں تشویش نہ پھیلتی) اور (دیکھو) اگر اللہ کا تم پر فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تمہاری کمزوریوں کا یہ حال تھا (کہ) معدودے چند آدمیوں کے سوا سب کے سب شیطان کے پیچھے لگ لئے ہوتے۔ پس اے پیغمبر! تم اس بات کی بالکل پروا نہ کرو کہ یہ لوگ تمہارا ساتھ دیتے ہیں یا نہیں) تم اللہ کی راہ میں جنگ کرو کہ تم پر تمہاری ذات کے سوا اور کسی کی ذمہ داری نہیں، اور مومنوں کو بھی جنگ کی ترغیب دو۔ عجب نہیں کہ بہت جلد اللہ منکرین حق کا زور روک دے اور اللہ کا زور سب سے قوی اور سزا دینے میں وہ سب سے زیادہ سخت ہے۔

پ ۵ ع ۹۔ ۸۳ سے معلوم ہوا کہ جب کبھی کوئی بات سننے میں آئے خواہ امن کی ہو خواہ خوف کی تو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ بے تحقیق پھیلانے میں جلدی کریں بلکہ چاہیے کہ پہلے اولو الامر (حکام و ذمہ دار اشخاص) تک پہنچائیں اور ان کے سامنے پیش کریں۔

آیت ۸۶ میں بتلایا کہ اسلام میں سلام کرنے کا طریقہ اور حسن اخلاق و معاشرت کی اصل بنیاد یہ ہے کہ جب کبھی کوئی شخص تمہیں سلام کرے تو چاہیے کہ جو کچھ کہا ہے اس سے زیادہ بہتر طور پر اس کا جواب دو اور اگر بہتر طور پر نہ دو تو کم از کم اسی کی بات اس پر لوٹا دو۔ یہ حکم یہاں اس لئے بیان کیا کہ جنگ کی حالت ہو یا امن کی، دشمن ہو یا دوست، کوئی بھی تم پر سلامتی بھیجے تمہیں اس کا دینے ہی جواب دینا چاہیے اس کے دل کا حال خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ
حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ
مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۚ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ ۸۲

جس کسی نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے فی الحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور جس کسی نے روگردانی کی تو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں پاسبان بنا کر نہیں بھیجا ہے (کہ ان کے اعمال کے لئے تم جوابدہ ہو اور جبرًا ان سے اپنی اطاعت کراؤ)

اور (دیکھو) یہ لوگ تمہارے سامنے تو تمہاری باتیں مان لیتے ہیں (اور) کہتے ہیں۔ آپ کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر! لیکن جب تمہارے پاس سے اُٹھ کر باہر جاتے ہیں۔ تو ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو راتوں کو اپنی مجلسیں جماتے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس کے خلاف مشورے کرتے ہیں، اور راتوں کی (ان) مجلسوں میں وہ جو کچھ کرتے ہیں، اللہ (کے علم سے چھپا نہیں وہ ان کے نامۂ اعمال میں) لکھ رہا ہے۔ (پس جب ان لوگوں کا یہ حال ہے تو) چاہیئے کہ ان کی طرف سے توجہ ہٹالو، اور اللہ پر بھروسہ کرو، کارسازی کے لئے اللہ کی کارسازی بس کرتی ہے! پھر کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) میں غور و فکر نہیں کرتے؟ (اور خدا کی دی ہوئی سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے) اگر یہ کسی دوسرے کی طرف سے ہوتا اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو ضروری تھا کہ یہ اسکی بہت سی باتوں میں اختلاف پاتے (حالانکہ وہ اپنی ساری باتوں میں اول سے لیکر آخر تک کامل طور پر ہم آہنگ اور یکساں ہے)

آیت ۸۲ سے معلوم ہوا کہ:- (۱) قرآن کا مطالبہ ہے کہ ہر انسان اس کے مطالب میں غور و فکر کرے پس یہ سمجھنا کہ وہ صرف اماموں اور مجتہدوں ہی کے سمجھنے کی چیز ہے صحیح نہیں (۲) غور و فکر وہی کر سکتا ہے جو مطالب سمجھے (۳) اور جو اپنی سمجھ بوجھ سے کام لیتا ہو اور دلائل و وجوہ سے نتائج نکال سکے پس مقلد اعمیٰ (یعنے اندھی تقلید کرنیوالا) قرآن میں غور و فکر کرنیوالا نہیں ہو سکتا۔ (۴) جو شخص قرآن میں تدبر کرتا ہے اس پر حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ
تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً ۸۸
فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

(مسلمانو!) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو فریق بن گئے ہو حالانکہ اللہ نے ان بدعملیوں کی وجہ سے جو انہوں نے کمائی ہیں انہیں الٹا دیا ہے (یعنے وہ راہِ حق سے پھر چکے ہیں) کیا تم چاہتے ہو ایسے لوگوں کو راہ دکھا دو جن پر خدا نے راہ گم کر دی؟ (یعنے جن پر خدا کے قانونِ سعادت و شقاوت کے بموجب ہدایت کی راہ بند ہو گئی ہے؟) اور (یاد رکھو) جس کسی پر اللہ راہ گم کر دے (یعنی جس کسی پر اس کے قانون کا فیصلہ لگ جائے کہ اس کے لئے راہ پانا نہیں) تو پھر تم اس کیلئے کوئی راہ نہیں نکال سکتے۔ ان منافقوں کی دلی تمنا تو یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے کفر کی راہ اختیار کر لی ہے تم بھی کر لو اور تم سب ایک ہی طرح کے ہو جاؤ پس (دیکھو) جب تک یہ لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں (اور دشمنوں کا ساتھ چھوڑ کر تمہارے پاس نہ آجائیں) تمہیں چاہیئے ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

رہتے تھے اور یہاں جن منافقوں کا ذکر ہے وہ مکہ کا ایک خاص گروہ تھا چونکہ یہ لوگ بھی دشمنوں میں سے تھے اور جنگ کی حالت قائم ہو گئی تھی اس لئے فرمایا کہ ان سے دوستی و یگانگت کے تعلقات رکھنا جائز نہیں۔

اس کے بعد بتایا کہ دو طرح کے آدمی اس حکم سے مستثنےٰ ہیں۔

(۱) جو لوگ دشمنوں کا ساتھ چھوڑ کر کسی ایسے گروہ کے پاس چلے جائیں جس کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان صلح ہو۔

(۲) یا ایسے لوگ جو ناطرفدار ہو جائیں نہ تم سے لڑیں نہ تمہاری طرف سے اپنی قوم کے ساتھ لڑیں۔

تو اس طرح کے لوگوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کا حکم نہیں اور نہ ان سے میل ملاپ رکھنا منع ہے اصل اس بارے میں یہ ہے کہ جو کوئی تمہارے خلاف جنگ و جدل پر مصر نہ ہو اور صلح و مصالحت کا ہاتھ بڑھائے تو تمہارے لئے کسی حال میں بھی جائز نہیں کہ اس پر ہتھیار اٹھاؤ تمہیں جنگ کا حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ تمہیں جنگ کا خواہش مند ہونا چاہیئے بلکہ اس لئے کہ تمہارے برخلاف جنگ کے خواہشمندوں نے

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ
شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝
وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ٨٧

جو انسان دوسرے انسان کے ساتھ نیکی کے کام میں ملتا اور مددگار ہوتا ہے۔ تو اُسے اس کام (کے اجر و نتائج) میں حصہ ملے گا اور جو کوئی برائی میں دوسرے کے ساتھ ملتا اور مددگار ہوتا ہے تو اس کے لئے اس برائی میں حصہ ہوگا۔ اور اللہ ہر چیز کا محافظ اور نگران ہے (وہ ہر حالت اور ہر عمل کے مطابق بدلہ دیتا ہے) اور (مسلمانو!) جب کبھی تمہیں دعا دیکر سلام کیا جائے تو چاہیے کہ جو کچھ سلام و دعا میں کہا گیا ہے اس سے زیادہ اچھی بات جواب میں کہو یا (کم از کم) جو کچھ کہا گیا ہے اسی کو لوٹا دو۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (تمہاری کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی، اس کے محاسبہ سے چھوٹ نہیں سکتی۔

(یاد رکھو) اللہ ہی کی ایک ذات ہے کوئی معبود نہیں ہے مگر صرف وہی۔ وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن (اپنے حضور) اکٹھا کرے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں (یہ اللہ کا کہنا ہے) اور اللہ سے بڑھکر بات کہنے میں کون سچا ہو سکتا ہے؟

مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگوں نے بصورت اسلام کا دم بھرنا شروع کر دیا تھا لیکن دل میں قطعاً مخالف تھے جب جنگ چھڑی تو مسلمانوں میں دو رائیں ہو گئیں کچھ لوگ کہتے کہ وہ ہم میں سے ہیں۔ کچھ کہتے دشمنوں میں سے ہیں۔ یہاں قرآن نے واضح کیا ہے کہ وہ قطعاً منافق ہیں، ان کی نسبت بحث و اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر وہ مکہ سے ہجرت کر جائیں اور دشمنوں کے حلقہ میں نہ رہیں تو تم انہیں اپنا ساتھی سمجھ سکتے ہو لیکن اگر ان سے انکار کریں تو پھر ظاہر ہے کہ جو کوئی دشمنوں کے ساتھ ہوگا وہ دشمنوں ہی میں سے سمجھا جائے گا اور جس طرح جنگ میں تمام دشمنوں سے لڑنا ہے ان سے بھی لڑنا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے جن منافقوں کا ذکر تھا وہ مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے

فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ
اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا
فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ
عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـــًٔا ۹۱

جگہ قائم نہ رہ سکیں) سو اگر ایسے لوگ کنارہ کش نہ ہو جائیں، اور تمہاری طرف پیام صلح نہ بھیجیں اور نہ لڑائی سے ہاتھ روکیں، تو انہیں بھی گرفتار کرو اور جہاں کہیں پاؤ قتل کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے برخلاف ہم نے تمہیں کھلی حجت (جنگ) دے دی ہے۔ اور (دیکھو) کسی مسلمان کو سزاوار نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے۔ مگر یہ کہ غلطی سے (اور شبہ میں) اس کے ہاتھ سے کوئی قتل ہو جائے اور جس کسی نے ایک مسلمان کو غلطی سے (اور شبہ میں) قتل کر دیا ہو تو چاہیئے کہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو اس کا خون بہا دے۔ اگر مقتول کے وارث خون بہا معاف کر دیں تو کر سکتے ہیں۔

اور اگر مقتول اس قوم میں سے ہو جو تمہاری دشمن ہے (یعنی تم سے لڑ رہی ہے)

اور یہ جو ان لوگوں کے قتل کا حکم دیا گیا تو صرف اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کر دی ہے اور مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہو گیا ہے کہ مقابلہ کریں ورنہ اگر جنگ کی حالت نہ ہو تو قتل نفس ایک بہت بڑا گناہ ہے اور ایک مسلمان کے لئے کسی حال میں بھی جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو معاہد کو دیدہ و دانستہ قتل کر ڈالے۔ معاہد سے مقصود وہ تمام غیر مسلم ہیں جن سے مسلمانوں کی جنگ نہ ہو بلکہ صلح ہو۔ اس کے بعد بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی سے اور شبہ میں کسی مسلمان یا معاہد کو قتل کر دے تو اس کا حکم کیا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن نے دو حالتوں کے سوا اور کسی حال میں بھی قتل نفس کو جائز نہیں رکھا۔ یا تو لڑائی کی حالت ہو یا قانون کی رو سے کسی مجرم کو سزا دی جائے مثلاً قاتل کو قتل کے بدلے قتل کیا جائے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ وَلَا
٨٩ تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ
أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ
فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ

جتھا بندی کر لی ہے، پس اگر کوئی فرد یا گروہ جنگ کا خواہشمند نہیں رہتا تو پھر تمہارے لئے مقابلہ کی علت بھی باقی نہیں رہتی کیونکہ اصل امن و صلح ہے نہ کہ جنگ و قتل۔

پھر اگر یہ ہجرت کرنا قبول نہ کریں تو (جو کوئی جنگ کی حالت میں دشمنوں کا ساتھ دیتا ہے یقیناً اس کا شمار بھی دشمنوں ہی میں ہوگا پس) انہیں گرفتار کرو، جہاں کہیں پاؤ قتل کرو، اور نہ تو کسی کو اپنا دوست بناؤ اور نہ کسی کو اپنا مددگار۔ مگر ہاں جو لوگ (دشمنوں سے الگ ہو کر) کسی ایسی قوم سے جا ملیں کہ تم میں اور اس میں عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ یا ایسے لوگ ہوں کہ لڑائی سے دل برداشتہ ہو کر تمہارے پاس چلے آئیں نہ تم سے لڑیں، نہ (تمہاری طرف سے) اپنی قوم کے ساتھ لڑیں (تو ایسے لوگ اس حکم میں داخل نہیں۔ ان کے خلاف تمہارا ہاتھ نہ اٹھے) اگر خدا چاہتا تو ان لوگوں کو بھی تم پر مسلط کر دیتا کہ تم سے لڑے بغیر نہ رہتے پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو گئے اور جنگ نہیں کرتے۔ نیز صلح کا پیام بھیج رہے ہیں۔ تو پھر خدا نے تمہارے لئے کوئی راہ نہیں رکھی کہ ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کرو۔

ان کے علاوہ کچھ لوگ تمہیں ایسے بھی ملیں گے جو (لڑائی کے خواہشمند نہیں ہیں) تمہاری طرف سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم کی طرف سے بھی لیکن جب کبھی فتنہ و فساد کی طرف لوٹا دیئے جائیں تو اوندھے منہ اس میں گر پڑیں (اور اپنی

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ
تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ
كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ ۹۴

اس پر اللہ کا غضب ہوا اور اس کی پھٹکار پڑی، اور اس کے لئے خدا نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مسلمانو! جب ایسا ہو (تم اللہ کی راہ میں (جنگ کے لئے) باہر جاؤ تو چاہیئے کہ (جن لوگوں سے مقابلہ ہوا ان کا حال) اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو (کہ وہ دشمنوں میں سے ہیں یا دوستوں میں سے ہیں) جو کوئی تمہیں سلام کرے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو (ہم تم سے ضرور لڑیں گے) کیا تم دنیا کے سرو سامان زندگی کے طلبگار ہو (کہ) چاہتے ہو: جو کوئی بھی ملے اس سے لڑ کر مال غنیمت لوٹ لیں، اگر یہی بات ہے تو اللہ کے پاس تمہارے لئے بہت سی (جائز) غنیمتیں موجود ہیں (تم ظلم ومعصیت کی راہ کیوں اختیار کرو؟) تمہاری حالت بھی تو پہلے ایسی ہی تھی (اور بجز کلمۂ اسلام کے اسلام کا اور کوئی ثبوت نہیں رکھتے تھے) پھر اللہ نے تم پر احسان کیا (کہ تمام باتیں اسلامی زندگی کی حاصل ہوئیں) پس ضروری ہے کہ (لڑنے سے پہلے) (لوگوں کا حال) تحقیق کر لیا کرو (تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ
يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ
عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ ۹۲

مگر مومن ہو (اور کسی نے یہ سمجھ کر کہ یہ بھی دشمنوں میں ہے، اسے قتل کر دیا ہو) تو چاہیئے کہ ایک مسلمان غلام آزاد کیا جائے (خون بہا کا دلانا ضروری نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے وارثوں اور ساتھیوں سے مسلمانوں کی جنگ ہے)

اور اگر مقتول ان لوگوں میں سے ہو جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ صلح ہے (یعنے معاہد ہو) تو چاہیئے کہ قاتل مقتول کے وارثوں کو خون بہا بھی دے اور ایک مسلمان غلام آزاد بھی کرے۔

اور جو کوئی غلام نہ پائے (یعنی اس کا مقدور نہ رکھتا ہو کہ غلام کو مال کے بدلے حاصل کرے اور آزاد کرائے۔ تو اسے چاہیئے۔ لگاتار دو مہینے روزے رکھے اس لئے کہ اللہ کی طرف سے یہ (اس کے گناہ کی) توبہ ہے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے!

جو کوئی جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم کا دائمی عذاب ہے اور اللہ کا غضب اور اس کی پھٹکار!

اور جو مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے، تو یاد رکھو اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ
كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ
أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ ۱۱

دین کے اعتبار سے تمہارا حال کیا تھا؟) وہ جواب میں کہیں گے "ہم کیا کرتے، ہم ملک میں دبے ہوئے اور بے بس تھے" (یعنی بے بسی کی وجہ سے اپنے اعتقاد و عمل کے مطابق زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے) اس پر فرشتے کہیں گے (اگر تم اپنے ملک میں بے بس ہو رہے تھے تو) "کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ کسی دوسری جگہ ہجرت کر کے چلے جاتے؟" غرضیکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہوا تو کیا ہی بری جگہ ہے! مگر ہاں، جو مرد، عورتیں، بچے ایسے مجبور و بے بس ہوں کہ کوئی چارہ کار نہ رکھتے ہوں اور (ہجرت کی) کوئی راہ نہ پاتے ہوں، تو امید ہے اللہ (ان کی معذوری دیکھتے ہوئے) انہیں معاف کر دے، اور وہ معاف کر دینے والا بخش دینے والا ہے۔

دارالحرب میں جو مسلمان باقی رہ گئے تھے وہ اعتقاد و عمل کی آزادی سے محروم رہتے تھے انہیں ہمیشہ دشمنوں کا ظلم و ستم سہنا پڑتا تھا اس لیے انہیں حکم دیا گیا کہ وطن سے ہجرت کر جائیں اگر باوجود استطاعت کے نہیں کریں گے تو اپنی کوتاہی عمل کے لیے جوابدہ ہوں گے۔

یہاں اسی معاملہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا جو لوگ استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ تو مجبور ہیں لیکن جو کوئی ہجرت کی استطاعت رکھتا ہو اور پھر بھی دشمنوں کی آبادی نہ چھوڑے اور اپنی محرومی و ذلت کی حالت پر قانع ہو جائے تو وہ سخت معصیت کا مرتکب ہوگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جو لوگ اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کریں گے انہیں نئی نئی اقامت گاہیں اور معیشت کے [illegible] ان میں سے

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ
الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَ
كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۹۶ ع

اللہ کے حضور تمام نیک انسانوں کے لئے اجر ہے۔ لیکن تمام نیکیاں یکساں نہیں ہیں جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں ان کے درجے کو وہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو مجاہد نہیں ہیں۔

مسلمانوں میں سے جو لوگ معذور نہیں ہیں اور بیٹھے رہتے ہیں (یعنی جہاد میں شریک نہیں ہوتے ہیں) وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے مال سے اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہ اعتبار درجے کے فضیلت دی ہے اور دونوں کو خدا کا وعدہ دیا۔ سب کے لئے ہے (کسی کا بھی عمل نیک ضائع نہیں ہوتا) لیکن درجے کے اعتبار سے سب برابر نہیں، اور دراصل بیٹھ رہنے والوں کے مقابلے میں جہاد کرنے والوں کو ان کے بڑے اجر میں بھی اللہ نے فضیلت عطا فرمائی۔ یہ اس کی طرف سے (فضیلت ہوئے) درجے ہیں اس کی بخشش اور رحمت ہے اور وہ بڑا ہی بخشنے والا رحمت رکھنے والا ہے۔

جب دشمنان حق کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر پیغمبر اسلام نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو قدرتی طور پر ملک دو قسموں میں بٹ گیا۔ دارالہجرت، دارالحرب۔ دارالہجرت مدینہ تھا جہاں مسلمان ہجرت کر کے جمع ہو گئے تھے۔ دارالحرب ملک کا وہ حصہ تھا جو دشمنوں کے قبضہ میں تھا اور اس کا صدر مقام مکہ تھا۔

جو لوگ دشمنوں کے ساتھ رہ کر اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ ان کی روح قبض کرنے کے بعد فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کس حال میں تھے؟ یعنی

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّ
رَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْ
خُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ
أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوٓا

آگیا تو پھر اس طریقہ سے ادا کرو جس کی ترکیب بتا دی گئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز مسلمانوں کے لئے ایک ایسا عمل ہے جس سے کسی حال میں بھی غفلت جائز نہیں۔ حتیٰ کہ عین جنگ کی حالت میں بھی۔ اگر حالت ایسی ہو کہ کسی طرح بھی نماز ادا نہ کی جا سکے تو پھر قضا کرنی چاہئے جیسا کہ پیغمبر اسلام (صلعم) نے غزوۂ خندق میں کیا تھا (صحیحین) آخر میں فرمایا "کتابا موقوتا" (یعنی نماز بقید وقت فرض کی گئی ہے)

اور (اے پیغمبر!) جب تم مسلمانوں میں موجود ہو (اور جنگ ہو رہی ہو) اور تم ان کے لئے نماز قائم کرو، تو چاہئے کہ (فوج کا) ایک (مقتدی ہو کر) تمہارے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اپنے ہتھیار لئے رہے۔ پھر جب وہ سجدہ کر چکے، تو پیچھے ہٹ جائے، اور دوسرا حصہ جو نماز میں شریک تھا تمہارے ساتھ شریک ہو جائے اور چاہئے کہ پوری طرح ہوشیار رہے رکھے اور اپنے ہتھیار لئے رہے۔ (یاد رکھو) جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، ان کی دلی تمنا ہے کہ تم اپنے ہتھیار اور سامان جنگ سے ذرا بھی غفلت کرو تو ایکبارگی تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اگر تمہیں برسات کی وجہ سے کچھ تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اگر ہتھیار اتار کر رکھ دو لیکن اپنے بچاؤ کی طرف سے غافل نہ ہو جانا چاہئے (یقین رکھو) اللہ نے منکرین حق کے لئے (نامرادی کا) رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے (وہ تم پر فتح مند نہیں ہو سکتے)

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ۝ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ
تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ
الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ ۱۰۱

ع ۱۴

اور (دیکھو) جو کوئی اللہ کی راہ میں (اپنا گھر بار چھوڑ کر) ہجرت کرے گا، اسے خدا کی زمین میں بہت سی اقامت گاہیں ملیں گی، اور ہر طرح کی) کشائش پائے گا (کہ معیشت کی نئی نئی راہیں اس کے سامنے کھل جائیں گی) اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے، اور پھر (راہ ہی) میں موت آجائے، تو اس کا اجر اللہ کے حضور میں ثابت ہو گیا (وہ اپنی نیت کے مطابق اپنی کوشش کا اجر ضرور پائے گا) اور اللہ تو (ہر حال میں) بخشنے والا رحمت رکھنے والا ہے۔

اور اگر (جنگ کے لئے) تم سفر میں نکلو، اور تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں کسی مصیبت میں نہ ڈال، تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اگر نماز (کی تعداد) میں سے کچھ کم کر دو۔ بلاشبہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں (وہ جب موقع پائیں گے تم پر حملہ کر دیں گے)

سفر کی حالت میں قصر کرنے، اور جنگ کی حالت میں خاص طریقہ پر نماز ادا کرنے کا حکم جسے صلوٰۃ خوف کہتے ہیں۔ نیز اس بات کا حکم کہ نماز اوقات کی تقسیم اور پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

نماز کے قصر کا حکم جنگ ہی کی وجہ سے دیا گیا تھا لیکن پھر ہر طرح کے سفر کے لئے عام ہو گیا۔ سنت اور تعامل سے معلوم ہو چکا ہے کہ قصر سے مقصود چار کی جگہ دو رکعت پڑھنا ہے اگر نماز چار رکعت سے کم کی ہے تو اس میں قصر نہیں۔ اگر جنگ کی حالت میں ٹھہر نماز بھی بہ اطمینان نہیں پڑھ سکتے یا جنگ جاری ہے اور نماز کا وقت

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰىكَ اللّٰهُ
وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا
رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ ۱۰۶
مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰهِ

(اے پیغمبر!) ہم نے تم پر الکتاب سچائی کے ساتھ نازل کر دی ہے تاکہ جیسا کچھ خدا نے تبلا دیا ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ اور خیانت کرنے والوں کی طرفداری میں نہ جھگڑو (یعنی ایسا نہ کرو کہ ان کی وکالت میں فریق ثانی سے جھگڑو) اور اللہ سے مغفرت مانگو (کہ قضا کا معاملہ نہایت نازک ہے۔ بلاشبہ اللہ بخشنے والا رحمت رکھنے والا ہے! اور جو لوگ اپنے اندر خیانت رکھتے ہیں تم ان کی طرف سے نہ جھگڑو خدا ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو خیانت اور معصیت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ (اس طرح کے لوگ) انسانوں سے (اپنی خیانت) چھپاتے ہیں لیکن خدا سے نہیں چھپاتے۔

کے گھرانے کے لوگ طعمہ کی حمایت کرتے تھے اور کہتے تھے یہودی کافر اور خبیث ہے اس کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ ان لوگوں کی حمایت کا باعث یہ تھا کہ طعمہ نے راتوں رات سازش کر کے ان سب کو اپنی حمایت پر ابھار لیا تھا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور آنحضرت صلعم نے یہودی کو بری کر دیا (ترمذی، حاکم، ابن سعد، ابن جریر وغیرہم)

بہرحال ان آیات سے معلوم ہوا کہ:

(۱) مسلمان قاضی کو چاہیے، ہر حال میں حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے اس خیال سے کہ ایک فریق مسلمان اور دوسرا غیر مسلم ہے مسلمان کی طرفداری نہیں کرنی چاہیے۔ (۱۰۵)

(۲) ہمیشہ خدا سے مدد مانگتا رہے کیونکہ قضا کا معاملہ نہایت نازک ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت کے میلان سے کوئی لغزش ہو جائے۔ (۱۰۶)

(۳) قاضی کو کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے کسی فریق کی وکالت کی بو آئے۔ (۱۰۷)

(۴) مسلمانوں کو نہیں چاہیے کہ ہم مذہب ہونے کی وجہ سے کسی مجرم کی حمایت کریں اور سازش کر کے جتھا بندی کر لیں۔ دنیا کی نگاہیں نہ دیکھتی ہوں لیکن خدا تو دیکھ رہا ہے کہ کون مجرم ہے کون نہیں ہے۔ (۱۰۸)

(۵) جو برائی کرتا ہے اس کی برائی اسی پر ہے پس یہ خیال نہ کرو کہ یہ شخص ہمارا ہم مذہب یا رشتہ دار ہے اس کا جرم ثابت ہو گیا تو ہم پر بھی دھبہ لگ جائے گا (۱۱۱)

اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝
فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا
اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا
مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ
يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ ۱۰۴ ع

پھر جب تم نماز (خوف) پوری کر چکو تو چاہئے کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہو (کہ اس کی یاد صرف نماز کی حالت ہی پر موقوف نہیں ہر حالت میں تمہارے اندر بسی ہونی چاہئے) پھر جب ایسا ہو کہ تم (دشمن کی طرف سے) مطمئن ہو جاؤ تو (معمول کے مطابق) نماز قائم رکھو۔ بلاشبہ نماز مسلمانوں پر وقت کی قید کے ساتھ فرض کر دی گئی ہے

اور (دیکھو) دشمنوں کا پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو اگر تمہیں (جنگ میں) دکھ پہنچتا ہے تو جس طرح تم دکھی ہوتے ہو وہ بھی (تمہارے ہاتھوں) دکھی ہوئے ہیں اور (تمہیں ان پر یہ فوقیت ہے کہ) اللہ سے (کامیابی اور اجر کی) ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو انہیں میسر نہیں۔ (کیونکہ تم اللہ کی راہ میں حق و انصاف کے لئے لڑتے ہو اور وہ اپنی نفسانی خواہشوں کے لئے ظلم و فساد کی راہ میں لڑ رہے ہیں) اور (یاد رکھو) اللہ (تمام حال) جاننے والا اور (اپنے کاموں میں) حکمت رکھنے والا ہے!

مقصد کی راہ میں تکلیفیں اور محنتیں مومن کو بھی پیش آتی ہیں اور کافر کو بھی لیکن مومن کے لئے ان کا جھیلنا سہل ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے سامنے ایسی امیدیں رکھتا ہے جو کافر کو میسر نہیں۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ میں جو کچھ جھیل رہا ہوں حق کی راہ میں ہے اور میرے لئے دنیا میں بھی کامیابی ہے اور آخرت میں بھی۔ پھر افسوس اس مومن پر جو مقاصد حق کی راہ میں اتنا بھی نہ کر سکے جتنا ایک کافر ظلم و فساد کی راہ میں کرتا ہے۔

اس کے بعد آیت (۱۰۵) سے سلسلہ بیان پھر اسی طرف کو لوٹ گیا ہے جہاں سے جنگ کا ذکر چھڑ گیا تھا یعنی رسول کی اطاعت منافقوں کی نافرمانی، مقدمات و قضایا کا انفصال اور عدل و امانت کا قیام۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے، ایک مسلمان نے (جو دل میں منافق تھا اور جس کا نام طعمہ یا بشیر تھا) چوری کر کے چوری کا مال ایک یہودی کے ہاں گرو رکھ دیا تھا۔ یہودی اپنے آپ کو بےقصور بتلاتا تھا۔ اطعمہ

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ
بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ
طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا
يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ ۱۱۳

بُرائی کماتا ہے تو اپنی جان ہی کے لئے کماتا ہے (اس کا جو کچھ بھی وبال ہوگا اسی کو پیش آئے گا) اور اللہ (سب کچھ) جاننے والا اور (اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے!

اور جس کسی سے (بے جانے بوجھے) کوئی خطا سرزد ہو جائے یا (جان بوجھ کر) کسی گناہ کا مرتکب ہو، اور پھر (اپنے بچاؤ کے لئے) اُسے کسی بے گناہ کے سر تھوپ دے، تو (یاد رکھو) اس نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ (بھی) اپنی گردن پر لاد لیا۔

اور (اے پیغمبر!) اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت (کارفرما) نہ ہوتی، تو واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے ایک جماعت نے تو پورا ارادہ کر لیا تھا کہ (اصل مجرم کی حمایت میں جتھا بندی کر کے) تمہیں غلط راستہ پر ڈال دیں (اور تم بے گناہ آدمی کو مجرم سمجھ لو) یہ لوگ غلط راستہ پر نہیں ڈال رہے ہیں بلکہ خود اپنی ہی جانوں کو (کہ حق کی حمایت کرنے کی جگہ حمایت کر رہے ہیں) یہ (اپنی چالاکیوں سے) تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کر دی ہے اور جو باتیں معلوم نہ تھیں، وہ تمہیں سکھا دی ہیں، اور تم پر اس کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔

وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ
بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ○ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ
عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ○ وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ
يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ○ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا
يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ ۱۱۱

حالانکہ جب وہ راتوں کو مجلس بٹھاکر ایسی ایسی باتوں کا مشورہ کرتے ہیں جو خدا کو پسند نہیں تو اس وقت وہاں کے ساتھ موجود ہوتا ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں ان کے احاطۂ علم سے باہر نہیں :

دیکھو[۱] تم لوگ وہ ہو کہ تم نے دنیا کی زندگانی میں تو ان (مجرموں) کی طرف سے جھگڑا کر لیا۔ لیکن (بتلاؤ) قیامت کے دن ان کی طرف سے اللہ کے ساتھ کون جھگڑے گا؟ یا کون ہے جو (اس دن) ان کا وکیل بنے :

اور جو شخص کوئی بُرائی کی بات کر بیٹھتا ہے یا اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر لیتا ہے اور پھر (اس سے توبہ کرتا ہوا) اللہ سے بخشش طلب کرتا ہے تو (اس کے لئے بخشش کا دروازہ کھلا ہوا ہے) وہ اللہ کو بخشنے والا رحمت رکھنے والا پائیگا۔ اور جو کوئی (بدعملی کرکے)

(۶) خود قصد کرنا اور اسے دوسرے کے سر تھوپ دینا ایک معصیت کے بعد دوسری معصیت کا ارتکاب کرنا ہے تم دنیا کی عدالت کو دھوکا دیدو لیکن خدا کی عدالت کو کیونکر دھوکہ دے سکتے ہو؟ (۱۱۲)

[۱] اس آیت میں خطاب اس گروہ سے ہے جو طعمہ کی حمایت میں جتھہ بندی کرکے فریق ثانی سے جھگڑتا تھا اور طعمہ کو عذاب سے بچانا چاہتا تھا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنوابیرق تھے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ
بَعِيْدًا ○ إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ إِلَّآ إِنٰثًا ۚ وَإِنْ
يَّدْعُوْنَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ○ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ وقف لازم
لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○ وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ ۱۱۸

چنانچہ فرمایا "ہم اسے اسی طرف لے جائیں گے جس طرف کو جانا اس نے پسند کر لیا ہے۔ یعنی ہم نے انسان کی سعادت و شقاوت کے لئے ایسا ہی قانون ٹھہرا دیا ہے کہ جو جیسی راہ پسند کرتا ہے ویسا ہی نتیجہ اسے پیش آتا ہے اور اسی نتیجہ پر وہ پہنچا دیا جاتا ہے جس نے جنت کی راہ اختیار کی اسے جنت میں داخل کیا جائیگا جس نے دوزخ پسند کی اس کے لئے دوزخ ہوگی

اس کے بعد فرمایا جو کوئی ہدایت سے برگشتہ ہو کر منکروں کی راہ اختیار کرتا ہے تو وہ یاد رکھے۔ اللہ تمام گناہ دانبر توبہ کے بھی بخش دے سکتا ہے لیکن شرک کیلئے بخشائش نہیں

اس کے بعد مشرکین عرب کے بعض عقائد و اعمال کا ذکر کیا ہے جو کوئی ان کی کوری و سفاہت کی واضح دلیل ہیں۔ پھر فرمایا شیطان کی سب سے بڑی وسوسہ اندازی یہ ہے کہ طرح طرح کے وعدوں میں رکھتا، ور آرزوؤں اور امیدوں میں ڈالتا ہے وعدوں میں رکھنے اور آرزوؤں میں ڈالنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان حقیقت و

اللہ یہ بات بخشنے والا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اس کے سوا جتنے گناہ ہیں وہ جسے چاہے بخش دے اور جس کسی نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ بھٹک کر سیدھے راستہ سے بہت دور جا پڑا؛ (یہ مشرک خدا کے ساتھ کن کو شریک ٹھہراتے ہیں: اور کن کو پکارتے ہیں؟) یہ نہیں پکارتے مگر دیبیوں کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان مردود کو جس پر اللہ لعنت کر چکا ہے۔ اور شیطان نے کہا میں تیرے بندوں سے (گمراہی کا) ایک مقررہ حصہ لے کر رہونگا اور ضرور

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ
مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ
مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِ
الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ
سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ
مَصِيْرًا ۝ ۱۱۵

ان لوگوں کے پوشیدہ مشوروں میں سے اکثر مشورے بھلائی کے لئے نہیں ہوتے ہاں جو خیرات کے لئے یا کسی نیک کام کے لئے حکم دے یا ان لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرا دینا چاہے (اور اس میں پوشیدگی ملحوظ رکھے۔ تو البتہ یہ نیکی کی بات ہے) اور جو کوئی خدا کی خوشنودی کی طلب میں اس طرح کے کام کرتا ہے تو ہم اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائیں گے اور جس شخص پر الہدیٰ (یعنی ہدایت کی حقیقی راہ) کھل جائے اور اس پر بھی وہ اللہ کے رسول سے مخالفت کرے اور مومنوں کی چھوڑ کر دوسری راہ چلنے لگے تو ہم اسے اسی طرف کو لے جائینگے جس (طرف) کو جانا اس نے پسند کر لیا ہے اور اسے دوزخ میں پہنچا دینگے (جس کے پہنچنے کی جگہ دوزخ ہوئی تو) یہ پہنچنے کی کیا ہی بری جگہ ہے!

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ مندرجہ صدر میں جب آنحضرت صلعم نے یہودی کو بری کر دیا اور طعمہ کے خلاف فیصلہ فرمایا تو وہ مسلمانوں سے الگ ہو کر مشرکین مکہ سے جا ملا (ترمذی، حاکم، ابن سعد)۔ جس شخص پر الہدیٰ یعنی دین حقیقی کی راہ واضح ہو جائے اور پھر وہ دیدہ دانستہ اس سے پھر جائے تو اس نے خود اپنی پسند سے سعادت کی راہ چھوڑ کر شقاوت کی راہ پسند کر لی اور جیسی کچھ راہ اس نے پسند کی ضروری ہے کہ ویسا ہی نتیجہ بھی اسے پیش آئے۔

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ ۱۲۳

یہی وہ لوگ ہیں جن کا (بالآخر) ٹھکانا دوزخ ہوا۔ اور یہ اس سے نکل بھاگنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام انجام دیئے تو ہم انہیں (راحت اور سرور ابدی کے لیے) باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی (اور اس لئے وہ کبھی خشک ہونے والے نہیں) وہ ہمیشہ اپنی باغوں میں رہیں گے یہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور اللہ سے بڑھکر بات کہنے میں سچا اور کون ہوسکتا ہے

(مسلمانوں نجات وسعادت) نہ تو تمہاری آرزوں پر (موقوف) ہے نہ اہل کتاب کی آرزوں پر (وہ تو ایمان وعمل پر موقوف ہے) جو کوئی برائی کرے گا (خواہ کوئی ہو) ضروری ہے کہ اس کا بدلہ پائے اور پھر اللہ کے سوا نہ تو اسے کوئی اسے دوست ملے نہ مددگار، اور جو

پچھلی آیات میں انسانی گمراہی کی یہ حالت تبلائی تھی کہ عمل وحقیقت کی جگہ باطل آرزوؤں اور جھوٹی امیدوں میں گمن ہو جاتا ہے یہاں تبلایا کہ اسی گمراہی میں یہودی اور عیسائی مبتلا ہو گئے۔ عمل وحقیقت کی جگہ صرف آرزوئیں اور امیدیں ہی ان کا سرمایہ دین ہیں۔ یہودی کہتے ہیں کہ ہم خدا کی خاص امت ہیں ہم پر آتش دوزخ حرام ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ ہم کفارہ مسیح پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے ہمارے لئے نجات

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ
وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ
وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ؕ يَعِدُهُمْ
وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ ۱۲۰

عمل کی جگہ محض باطل آرزوؤں اور جھوٹی امیدوں کا بندہ ہو جاتا ہے وہ نجات اور سعادت کے لیے سعی و عمل کی راہ اختیار نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی جھوٹی امیدوں اور مغرورانہ آرزوؤں میں مگن رہنے لگتا ہے۔

انہیں بہکاؤں گا اور ضرور ایسا کروں گا کہ (حقیقت اور عمل کی جگہ جھوٹی) آرزوؤں میں انہیں مشغول رکھوں اور ضرور انہیں (مشرکانہ خرافات کا) حکم دوں گا۔ پس وہ (میری ہدایت کے مطابق) خدا کی خلقت میں ضرور ردّ و بدل کر دیا کریں گے (سو یہ مشرک اسی شیطان کی وسوسہ اندازیوں پر چلتے ہیں) اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق و مددگار بناتا ہے۔ تو یقیناً وہ تباہی میں پڑ گیا ایسی تباہی میں جو کھلی تباہی ہے۔ شیطان ان سے وعدہ کرتا اور آرزوؤں میں ڈالتا ہے۔ اور شیطان ان سے جو کچھ وعدے کرتا ہے وہ فریب کے سوا کچھ نہیں ہے!

لہ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کی خلقت کو بدلنا قرآن کے نزدیک بڑی ہی معصیت کی بات ہے۔ مثلاً مردوں کو خوجہ بنانے کی رسم جو پہلے رومیوں نے شروع کی تھی اور پھر تمام دنیا میں پھیل گئی تھی اس آیت کی رو سے شیطانی فعل تھا۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا كُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰي بِالْقِسْطِ ۭ

سلسلہ بیان پھر قرابت داروں کے حقوق کی طرف پھر گیا ہے جس سے سورت کی ابتدا ہوئی تھی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورت کی ابتدا میں یتیموں اور عورتوں کے بارے میں جو احکام نازل ہوئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے مزید سوالات کئے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں (ابن جریر)

(۱) عرب جاہلیت میں دستور تھا کہ اگر یتیم لڑکی خوبصورت اور مالدار ہوتی تو اس کا سرپرست اس کے مال پر قبضہ کر لینے کے لئے خود نکاح کر لیتا اگر خوبصورت نہ ہوتی تو دوسرے سے نکاح کرا دیتا مگر اس شرط پر کہ اس کے مال کا ایک حصہ اسے مل جائے یا اس کا مہر خود لے لے یا پھر یتیم لڑکیوں کا نکاح ہی نہ ہونے دیتے تاکہ شوہر کے یہاں جاکر اپنے مال کا مطالبہ نہ کر سکیں۔

قرآن نے اس ظلم صریح سے سورت کی ابتدا میں بھی روکا تھا یہاں بھی مزید تاکید کی پیرایہ بیان سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ جس بات سے روکا گیا ہے وہ یتیم لڑکیوں کی حق تلفی ہے (اگر سرپرست کی نیت بخیر ہو تو اس کے لئے خود نکاح کر لینا ویسے ممنوع نہیں۔

(۲) پہلے بار بار اس بات سے روکا گیا تھا کہ یتیموں کے مال پر قبضہ کرنے کے لئے زبردستی نہ کرو یہاں بتایا کہ اگر

اور (اے پیغمبر) لوگ تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں (یعنی حکم دریافت کرتے ہیں) تم کہہ دو، اللہ تمہیں ان کے بارے میں حکم دیتا ہے (جواب بیان کیا جائے گا) نیز وہ تمہیں یتیم عورتوں کی نسبت بھی حکم دیتا ہے جو تمہیں قرآن میں سنایا جا رہا ہے (اور پہلے نازل ہو چکا ہے کہ ان کے ساتھ ناانصافی نہ کرو) وہ یتیم عورتیں (جو تمہاری سرپرستی میں ہوتی ہیں) اور جنہیں تم ان کا حق (جو وراثت میں) ان کے لئے ٹھہرایا جا چکا ہے نہیں دیتے، اور چاہتے ہو کہ (ان کے مال پر قبضہ کر لینے کے لئے خود) ان سے نکاح کر لو۔

نیز جو کچھ بے بس (یتیم لڑکوں) کی نسبت قرآن میں سنایا جا رہا ہے (اور پہلے نازل ہو چکا ہے) تو اس بارے میں بھی خدا

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ
اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ
اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

۱۲۱

ہی نجات ہے قرآن مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ کہیں تم بھی اسی گمراہی میں مبتلا نہ ہوجانا وہ کہتا ہے نہ تو تمہاری آرزوؤں سے کچھ بننے والا ہے نہ اہل کتاب کی خدا کا قانون تو یہ ہے کہ جس کسی کا عمل برا ہوگا وہ اس کی سزا ضرور پائیگا خواہ تم ہو خواہ یہودی ہوں خواہ عیسائی ہوں خواہ کوئی ہو۔
احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں اور اہل کتاب میں بحث چھڑ گئی یہودیوں نے کہا ہمارا دین سب سے بہتر ہے نجات صرف ہمارے ہی لئے ہے مسلمانوں نے کہا ہمارا دین سب سے بہتر ہے کیونکہ سب کے بعد آیا اور تم سب کی نجات اسی پر موقوف ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابن جریر)
اس سے معلوم ہوا کہ محض اپنے طریقہ کی بڑائی کرنے اور ڈینگیں مارنے سے کچھ نہیں ہوتا اصل شے ایمان و عمل ہے

کوئی اچھے کام کرے گا خواہ مرد ہو خواہ عورت اور وہ (خدا پر) ایمان بھی رکھتا ہوگا، تو ایسے ہی لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہونگے اور رائی برابر بھی ان کے ساتھ (جزاء عمل میں) بے انصافی ہونے والی نہیں۔
اور پھر (بتلاؤ) اس آدمی سے بہتر دین رکھنے والا کون ہوسکتا ہے جس نے اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دیا، اور وہ نیک عمل بھی ہے اور اس نے ابراہیم کے طریقے کی پیروی کی ہے جو (تمام انسانی گروہ بندیوں سے الگ ہو کر) جو صرف خدا ہی کے لئے ہو رہا تھا، اور (یہ واقعہ ہے کہ) اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست مخلص بنا لیا تھا۔

اور (یاد رکھو) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے (اس کے سوا کوئی نہیں) اور وہ (اپنے علم و قدرت سے) ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ
حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَ
اِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۱۲۹
وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ

زیادہ سے زیادہ ملے۔ مرد چاہتا ہے کم سے کم خرچ کرے۔ پس ایسا نہ کرو کہ مال کی وجہ سے آپس میں مصالحت نہ ہو) اور اگر تم (ایک دوسرے کے ساتھ) اچھا سلوک کرو اور (سخت گیری سے) بچو، تو تم جو کچھ کرتے ہو خدا اس کی خبر رکھنے والا ہے!

اور تم اپنی طرف سے کتنے ہی خواہشمند ہو لیکن یہ بات تمہاری طاقت سے باہر ہے کہ (ایک سے زیادہ) عورتوں میں (کامل طور پر) عدل کرسکو (کیونکہ دل کا قدرتی کھنچاؤ تمہارے بس کا نہیں۔ کسی کی طرف زیادہ کھنچے گا کسی طرف کم) پس ایسا نہ کرو کہ کسی ایک ہی طرف جھک پڑو، اور دوسری کو (اس طرح) چھوڑ بیٹھو گویا "معلقہ" ہے (یعنی ایسی عورت ہے کہ نہ تو بیوہ اور نہ طلاق دی ہوئی ہے کہ اپنا دوسرا انتظام کرے، نہ شوہر ہی اس کا حق ادا کرتا ہے کہ شوہر والی عورت کی طرح ہو۔ بیچ میں پڑی لٹک رہی ہے) اور (دیکھو) اگر تم (عورتوں کے معاملہ میں) درستگی پر رہو اور (بے انصافی سے) بچو تو اللہ بخشنے والا رحمت رکھنے والا ہے اور اگر (میاں بی بی میں صلاح کی کوئی صورت بن نہ پڑے، اور ایک دوسرے سے)

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝ وَإِنِ
امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۝ ۱۲۸
وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ

تمہیں حکم دیتا ہے کہ ان کے حقوق تلف نہ کرو)

اور وہ حکم دیتا ہے کہ یتیموں کے معاملہ میں (خواہ لڑکیاں ہوں خواہ لڑکے ہوں اور تمہاری سرپرستی میں ہوں یا نہ ہوں ہر حال میں) حق و انصاف کے ساتھ قائم رہو اور (یاد رکھو) تم بھلائی کی باتوں میں سے جو کچھ کرتے ہو۔ خدا اس کا علم رکھنے والا ہے۔

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے سرکشی اور کنارہ کشی کا اندیشہ ہو تو شوہر اور بیوی پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔ اگر (مصالحت کی کوئی بات آپس میں ٹھہرا کر) صلح کر لیں (نا اتفاقی سے) صلح (ہر حال میں) بہتر ہے۔ اور (یاد رکھو کہ انسان کی طبیعت اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ) مال کا لالچ سبھی میں ہوتا ہے (عورت چاہتی ہے اُسے

ایک عورت شوہر کو اپنے سے پھرا ہوا دیکھے اور اسے خوش کرنے کے لئے اپنے حق میں سے کچھ چھوڑ دے اور میاں بیوی اس پر میل ملاپ کر لیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ جبراً مال لینا نہیں ہوا باہمی رضامندی سے مصالحت کر لینا ہے۔

(۳) ایک سے زیادہ بیوی کر لینے کی صورت میں عدل کی جو شرط لگائی گئی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہاری طبیعت کا قدرتی میلان بھی سب کے ساتھ یکساں ہو کیونکہ ایسا کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہے مقصود یہ ہے کہ جتنی باتیں تمہارے اختیار میں ہیں ان میں سب کے ساتھ یکساں سلوک کرو اور کسی ایک ہی کی طرف جھک نہ پڑو مثلاً سب کو ایک طرح کا مکان دو، ایک طرح کا لباس پہناؤ ایک ہی طرح کھانے پینے کا انتظام کرو ایک ہی طرح پر رہو سہو اور شب باش ہو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان باتوں میں عمل نہ کر سکو گے تو پھر ایک سے زیادہ بیوی نہ کرو۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۚ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۱۳۴
كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ

اور (بے شک) اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور (جو کوئی اس کی فرماں برداری کرے، تو) کارسازی کے لئے اس کا کارساز ہونا کفایت کرتا ہے!

لوگو! اگر وہ چاہے تو تمہیں (اقبال وسعادت کے میدان سے) ہٹا دے اور (تمہاری جگہ) دوسروں کو لے آئے، وہ بلاشبہ ایسا کرنے پر قادر ہے!

جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے، تو (اسے معلوم ہونا چاہئے کہ) اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے (اور وہ دونوں کی بخشش رکھتا ہے) وہ (سب کچھ) سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ "قوامون بالقسط" ہوں یعنی حق وانصاف پر اس مضبوطی سے قائم رہنے والے کہ کوئی بات بھی ان کی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ اور چاہئے کہ اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہوں، دنیا کی کوئی چیز انہیں سچ کہنے سے نہ روک سکے، اگر کسی معاملہ میں سچائی خود ان کی ذات کے خلاف ہو، یا ان کے ماں باپ اور عزیز واقارب کے

مسلمانو! ایسے ہو جاؤ کہ انصاف پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے (سچی) گواہی دینے والے ہو! اگر تمہیں خود اپنے خلاف، یا اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے

وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ
قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا
۱۳۱ ۱ حَمِيْدًا ○

جدا ہو جائیں تو اللہ اپنے (فضل کی) کشائش سے دونوں کو بے نیاز کر دے گا۔ (یعنے ان میں سے ہر ایک کے لئے کوئی دوسرا انتظام پیدا ہو جائے گا جو عجب نہیں، پہلے سے بہتر ہو) اور اللہ بڑی وسعت والا، اور (اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے۔

بیانِ احکام کے بعد پھر تذکیر و موعظت کے پہلو پر زور دیا گیا کہ اصل شے احکام حق کی تعمیل اور استقامت و اخلاص ہے

تم سے پہلے کتنی ہی امتیں بدعملی و نافرمانی کی وجہ سے مٹ گئیں، اگر خدا چاہے تو تمہیں بھی کامرانی و اقبال کے میدان سے ہٹا دے اور تمہاری جگہ دوسروں کو دیدے۔ پس نافرمانی و بدعملی سے بچو اور راہ حق میں مستقیم ہو جاؤ۔

اور (مسلمانو! یاد رکھو) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے (اس کے سوا کوئی نہیں) ہم نے یقیناً ان کو جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور (اسی طرح) خود تم کو بھی یہ حکم دیا کہ اللہ (کی نافرمانی کے نتائج) سے ڈرو (اور احکام حق کی پیروی کرو) اور اگر (اس کا حکم) نہ مانوگے، سو اس سے اس کی خدائی کا تو کچھ نقصان ہونے والا نہیں۔ تم خود ہی نقصان اٹھاؤ گے) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ بے نیاز ہے (ساری ستائشوں سے) ستودہ!

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ
كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ
سَبِيْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ۱۳۸

رسولوں پر بھی نازل ہو چکی ہے۔

اس کے بعد ایمان کی تفصیل بیان کی کہ خدا پر خدا کے فرشتوں پر خدا کی کتابوں پر خدا کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنا کامل اور سچا ایمان ہے

اس کے بعد منافقوں کی حالت بیان کی ہے اگرچہ انہوں نے بظاہر ایمان کی راہ اختیار کر لی تھی مگر فی الحقیقت ایمان سے محروم تھے۔ چنانچہ بار بار آتے اور بار بار الٹے پاؤں پھر گئے سو ایسا ایمان، ایمان نہیں ہے ایسے لوگوں کے لئے نہ تو خدا کی مغفرت ہو گی نہ انہیں پر سعادت و کامیابی کی راہ کھلے گی۔

اور (دیکھو) جس کسی نے اللہ سے انکار کیا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھا، تو وہ بھٹک کر سیدھے راستے سے بہت دور جا پڑا۔

جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ایمان لائے، پھر کفر میں پڑ گئے، پھر ایمان لائے پھر کفر میں پڑ گئے، اور پھر برابر کفر میں بڑھتے ہی گئے (تو فی الحقیقت ان کا ایمان لانا ایمان لانا نہ تھا) اللہ انہیں بخشنے والا نہیں، اور ہر گز ایسا نہ ہو گا کہ (کامیابی کی) انہیں کوئی راہ دکھلائے۔

(اے پیغمبر) تم منافقوں کو یہ خوش خبری سنا دو کہ بلاشبہ ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

(وہ منافق) جو مسلمانوں کو چھوڑ کر منکرین حق کو اپنا رفیق اور مددگار بناتے ہیں (اور مسلمانوں کی دوستی پر مسلمانوں کے دشمنوں کی دوستی کو ترجیح دیتے ہیں)

عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا
اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ
وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ ۱۳۵
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ
نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ

خلاف بھی گواہی دینی پڑے، جب بھی نہ جھجکو، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ (تم سے) زیادہ ان پر مہربانی رکھنے والا ہے تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ مالدار کی دولت کے لالچ میں یا محتاج کی محتاجی پر ترس کھا کر سچی بات کہنے سے جھجکو)
پس دیکھو ایسا نہ ہو کہ ہوائے نفس کی پیروی تمہیں انصاف سے باز رکھے اور اگر تم گواہی دیتے ہوئے بات کو گھما پھرا کر کہو گے (یعنی صاف صاف نہ کہنا چاہو گے) یا گواہی دینے سے پہلو تہی کرو گے تو یاد رکھو تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔

کے خلاف ہو جب بھی نہیں سچی ہی بات کہنی چاہیے وہ صرف سچائی ہی کے لیے دل و زبان رکھتے ہیں۔
سچی گواہی دینے میں نہ تو کوئی کسی کی وکالت کا پاس کرو نہ کسی کی محتاجی کا اگر کسی معاملہ میں گواہی دے سکتے ہو تو اس سے پہلو تہی نہ کرو اور جب گواہی دو تو صاف صاف بات کہو گھما پھرا کر نہ کہو کہ حقیقت مشتبہ ہو جائے۔

مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے نیز ان کتابوں پر جو اس سے پہلے (دوسرے پیغمبروں پر) نازل کی تھیں

ایمانی خصائل و اعمال پر زور دینے کے بعد یہ حقیقت واضح کی کہ یہ خصائل و اعمال جبھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ کامل اور سچی خدا پرستی دلوں میں رچ جائے کامل اور سچی خدا پرستی یہ ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ اور خدا کی سچائی پر ایمان لاؤ۔ یہ سچائی پیغمبر اسلام پر بھی نازل ہوئی ہے اور پیغمبر اسلام سے پہلے تمام

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ ۱۴۰
الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا
اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ

ان سے جا ملتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اگر لڑائی میں ہم دل سے تمہارے ساتھ نہ ہوتے اور تمہیں نہ بچاتے تو مسلمانوں نے تمہارا خاتمہ ہی کر دیا تھا۔

(۳) وہ نماز کے لئے کھڑے ہوں گے تو کاہلی کے ساتھ گویا مارے باندھے کھڑے ہو گئے ہیں دکھاوے کیلئے تھوڑی بہت قرأت جلد جلد کرلیں گے اور نماز ٹھونگ کر الگ ہو جائیں گے خشوع و خضوع اور دل کا لگاؤ ان کی نماز میں نہ ہوگا۔

(۴) ان کی ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں گویا ایک قدم کفر میں ہے ایک ایمان میں۔ دونوں کے درمیان متردد کھڑے ہیں، نہ پوری طرح کفر ہی کا ساتھ دے سکتے ہیں نہ پوری طرح ایمان کا۔

آیت (۱۴۲) میں فرمایا: "خدا انہیں دھوکہ دینے میں ہرا رہا ہے اور مغلوب کر رہا ہے"۔ خدا کے ہرانے اور مغلوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے دنیا میں اچھوں کی طرح بروں کو بھی مہلت عمل دے رکھی ہے مگر یہ مہلت اس لئے نہیں ہے کہ خدا کا قانون ان کی طرف سے غافل ہے بلکہ اس لئے ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ اپنے مقررہ وقت ہی پر

ان کے پاس نہ بیٹھو۔ اگر بیٹھا کرو گے تو تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے (یاد رکھو) خدا منافقوں کو (جو ایسی باتوں میں شریک ہوتے ہیں) اور منکرین حق کو (جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں) سب کو جہنم میں اکٹھا کر دینے والا ہے!

ان (منافقوں) کا شیوہ یہ ہے کہ وہ تمہاری حالت دیکھتے رہتے اور (مآل کار کے) منتظر رہتے ہیں۔ اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح ملتی ہے، تو (اپنے کو تمہارا ساتھی ظاہر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ "کیا ہم بھی تمہارے ساتھ نہ تھے؟" اگر منکرین حق کے لئے فتحمندی ہوتی ہے تو ان کی طرف دوڑے جاتے ہیں اور اپنا احسان جتانے کے لئے کہتے ہیں

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ
اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۞ ۱۳۹
وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ
اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى
يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ

تو کیا وہ چاہتے ہیں، ان کے پاس عزت ڈھونڈھیں؟ (اگر ایسا ہی ہے، تو یاد رکھیں) عزت جتنی بھی ہے، سب کی سب اللہ ہی کے لئے ہے (یعنی اسی کے اختیار میں ہے جسے چاہے دیدے، دشمنانِ حق کے ہاتھ میں نہیں ہے اور اگرچہ وہ اس وقت عارضی طور پر دنیوی عزت اور شوکت رکھتے ہیں اور پیروانِ حق بے سروسامان اور کمزور ہیں۔

اور (دیکھو) اللہ اپنی کتاب میں تمہارے لئے یہ حکم نازل کرچکا ہے کہ جب تم دیکھو اور سنو، خدا کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جارہا ہے (یعنے انہیں سرکشی اور شرارت سے جھٹلایا جارہا ہے) اور ان کی ہنسی اڑائی جارہی ہے، تو (تم اس مجلس سے اٹھ جاؤ اور) جب تک (اس طرح کی باتیں چھوڑکر) کسی دوسری بات میں لوگ نہ لگ جائیں

آیت ۱۴۰ سے ۱۴۳ تک منافقوں کے اعمال و خصائل بتائے ہیں
(۱) چونکہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے اس لئے مسلمانوں کی کامیابی پر بھروسہ نہیں رکھتے، وہ مسلمانوں کو چھوڑکر ان کے دشمنوں کو اپنا دوست بناتے ہیں تا کہ جب مسلمانوں کے دشمن فتح مند ہوں تو وہ عزت و کامرانی حاصل کریں۔
(۲) وہ الگ تھلگ رہ کر واقعات کی رفتار دیکھتے رہتے ہیں، اگر مسلمانوں کو فتح ہوتی ہے تو فتح کے فائدوں میں حصہ دار بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم بھی تمہارے ساتھ تھے اگر دشمنوں کا پلہ بھاری رہتا ہے تو

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ ۚ وَ
مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۤءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ ۱۴۴

کفر اور ایمان کے درمیان متردد کھڑے ہیں کہ ادھر رہیں یا اُدھر۔ نہ تو ان کی طرف ہیں، نہ ان کی طرف (یعنی نہ تو مسلمانوں کی طرف ہیں، نہ مسلمانوں کے دشمنوں کی طرف) اور حقیقت یہ ہے کہ جس پر اللہ ہی راہ گم کر دے (یعنی اللہ کے ٹھہرائے ہوئے قانون ہدایت و ضلالت کے بموجب راہ سعادت گم ہو جائے) تو پھر ممکن نہیں، تم اس کے لئے کوئی راہ نکال سکو۔

فرمایا منافقوں کی سی چال اختیار نہ کرو جو اپنی قوم کو چھوڑ کر قوم کے دشمنوں کو اپنا مددگار بناتے ہیں اور قوم کی مصلحتوں پر اپنی منافقانہ غرضوں کو ترجیح دیتے ہیں اس کے بعد آیت (۱۴۷) میں اس اصل عظیم کی طرف اشارہ کیا کہ عذاب و ثواب اس لئے نہیں ہے کہ خدا خوش ہو کر انعام دینے لگتا ہے اور جوش انتقام میں آ کر عذاب میں ڈال دیتا ہے جیسا کہ بت پرست اپنے دیوتاؤں کی نسبت خیال کرتے تھے اور یہودی اور عیسائی تصور میں بھی اس کی آمیزش ہو گئی تھی بلکہ وہ انسانی عمل کا قدرتی خاصہ و نتیجہ ہے اور خدا کی حکمت نے ایسا ہی قانون ٹھہرا دیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کی طرح انسان کے ہر عمل کا بھی ایک خاصہ اور بدلہ ہو۔

آیت (۱۴۸) میں فرمایا اگر کسی انسان میں کوئی

مسلمانو! ایسا نہ کرو کہ مسلمانوں کے سوا کافروں کو (جو تمہارے خلاف لڑ رہے ہیں اور تمہاری بربادی پر تلے ہوئے ہیں) اپنا رفیق و مددگار بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو، خدا کا صریح الزام اپنے اوپر لے لو۔

بلاشبہ منافقوں کے لئے یہی ہونا ہے کہ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ڈالے جائیں اور (اس دن) کسی کو بھی تم ان کا رفیق و مددگار نہ پاؤ۔ دیکھو کیا تم چاہتے ہو ان کی سی روش تم

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۠ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ ع ۲۱
اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ١٤٢

ظاہر ہوا کرتا ہے لیکن شریر آدمی اس مہلت سے نڈر ہو جاتا ہے وہ سمجھتا ہے میں جو کچھ بھی کئے جاؤں میرے لئے کچھ ہونے والا نہیں۔ حالانکہ اس کیلئے سب کچھ ہونے والا ہے مگر اپنے وقت مقررہ پر۔

"کیا ہم نے ایسا نہیں کیا کہ (جنگ میں) بالکل غالب آ گئے تھے، پھر بھی تمہیں مسلمانوں سے بچا لیا"

تو (یقین کرو) اللہ قیامت کے دن تم میں (کہ سچے مسلمان ہو) اور ان میں (کہ نفاق میں ڈوبے ہوئے ہیں) فیصلہ کر دے گا، اور یقین کرو (یہ منافق کتنا ہی دشمنوں کا ساتھ دیں، مگر خدا کبھی ایسا کرنے والا نہیں، کہ کافر ایمان رکھنے والوں کے خلاف کوئی راہ پا لیں

منافق (اپنی اس دورنگی چال سے) خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں (یعنے خدا کے رسول کو اور مسلمانوں کو دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں) اور (واقعہ یہ ہے کہ) خدا انہیں دھوکہ دینے میں ہرا رہا ہے اور مغلوب کر رہا ہے (کہ مہلت پر مہلت دے رہا ہے، اور اس عارضی مہلت کو وہ جہل و غرور سے اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں)

اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (جیسے کوئی مارے باندھے کھڑا ہو جائے) محض لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں، اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے (یعنی تلاوت نہیں کرتے) مگر برائے نام۔

الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ
تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ
فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا
عَظِيمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ
وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝ ۱۴۷

برائی ہو تو اسے مشہور کرنا اور پکارتے پھرنا جائز نہیں ہاں اگر کوئی مظلوم ہو تو وہ ظالم کے خلاف آواز بلند کر سکتا ہے۔ یہاں یہ حکم اس لئے بیان کیا گیا کہ منافقوں کی نسبت مسلمانوں کو تنبیہ کرنی تھی۔ ان لوگوں کی برائیاں روز بروز آشکارا ہو رہی ہیں لیکن تمہیں نہیں چاہئے کسی خاص آدمی کے پیچھے پڑ جاؤ اور اسے منا سے کرتے پھرو

بھی اختیار کرو۔)

ہاں ان میں سے جن لوگوں نے توبہ کرلی اپنی (عملی) حالت سنوار لی اللہ (کے حکم) پر مضبوطی کے ساتھ جم گئے اور اپنے دین میں صرف اسی کے لئے ہو گئے تو (بلا شبہ) ایسے لوگ (منافقوں میں سے نہیں سمجھے جائیں گے) مومنوں کی صف میں ہوں گے، اور قریب ہے کہ اللہ مومنوں کو (ان کا) اجر عطا فرمائے ایسا اجر جو بہت ہی بڑا اجر ہوگا (لوگو!) اگر تم شکر کرو (اپنے خدا کی نعمتوں کی قدر کرو اور انہیں ٹھیک ٹھیک کام میں لاؤ) اور خدا پر ایمان رکھو تو خدا کو تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے؟ (یعنی وہ کیوں تمہیں عذاب دے؟) خدا تو (انسانی اعمال کا) قدر شناس اور (ان کی حالت کا) علم رکھنے والا ہے!

IL FOR CULTURAL RE
NEW DELHI

INDIAN COUNCIL FOR CULTURAL RELATIONS LIBRARY
NEW DELHI

مولانا ابوالکلام آزاد (مرحوم) کی تمام کتب جو کہ اس سے قبل دو روپے آٹھ آنے اور تین روپے فی کتاب شائع ہوا کرتی تھیں، ہم نے خدمت اسلام کے لئے صرف دس دس آنے فی کتاب کے حساب پیش کی ہیں -

(وہ کتب جو اب تک تیار ہو چکی ہیں)

شہادت حسین	-/۱۰/-	نبی اور یاران نبی کے آخری لمحات	-/۱۰/-
حضرت یوسف	-/۱۰/-	عیدین	-/۱۰/-
اکابر اسلام کے آخری لمحات	-/۱۰/-	ذوالقرنین	-/۱۰/-
نظام حکومت اسلامیہ	-/۱۰/-	مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ	-/۱۰/-
السیدہ فاطمہ بنت عبداللہ	-/۱۰/-	اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	-/۱۰/-
ولادت نبوی	-/۱۰/-		

(مولانا شبلی نعمانی مرحوم)

مولانا کا ترجمان القرآن (تفسیر و ترجمہ) فی پارہ دس آنے کے حساب سے شائع کیا جا رہا ہے -

ام القرآن مولانا مرحوم کی سورۂ فاتحہ کی مکمل تفسیر جو کہ قریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے عنقریب صرف تین روپے میں آپکی خدمت میں پیش کردی جائے گی -

نیز مولانا کی تمام وہ کتب جو مہنگی چھپ چکی ہیں یا غیر مطبوعہ ہیں نہایت سستی قیمتوں پر عنقریب پیش کر دی جائیں گی -

اپنے آرڈر جلد بک کرالیں ورنہ مانگ کی زیادتی کی وجہ سے آپکو دوسرے ایڈیشن کا منتظر رہنا پڑے گا -

(نوٹ) ہم مولانا مرحوم کی تمام تصانیف نہایت سستی قیمتوں پر (جن میں ہم اپنا منافع شامل نہ کرینگے) عنقریب شائع کر رہے ہیں - اس کے بعد ہم مولانا شبلی نعمانی و مولانا اشرف علی تھانوی کی تمام تصانیف اسی طرح شائع کرینگے -

سول ایجنٹس :- ظفر برادرز-ظفر منزل-بنک سکوئر-دی مال-لاہور